سہ روزہ

الفضل انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ

جلد 26 | سوموار 03/جون 2019ء | 28 رمضان 1440 ہجری قمری | 03 احسان 1398 ہجری شمسی | شمارہ 24

ارشاد نبوی ﷺ

حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد عید کا دن چھوڑ کے شوال کے بھی چھ روزے رکھے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں۔ (صحیح مسلم کتاب الصوم باب استجاب صوم ستة ایام من شوال)

کلام امام الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

قادیان میں عید الفطر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز عید سے پیشتر احباب کے لیے میٹھے چاول تیار کروائے اور سب احباب نے مل کر تناول فرمائے۔ گیارہ بجے کے قریب خدا کا برگزیدہ جری اللہ فی حلل الانبیاء سادے لباس میں ایک چوغہ زیب تن کیے مسجد اقصیٰ میں تشریف لایا جس قدر احباب تھے انہوں نے دوڑ کر حضرت اقدس کی دست بوسی کی اور عید کی مبارک باد دی۔

اتنے میں حکیم نور الدین صاحب تشریف لائے اور آپ نے عید کی نماز پڑھائی اور ہر دو رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پیشتر سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ حضرت اقدس علیہ السلام نے گوش مبارک تک حسب دستور اپنے ہاتھ اٹھائے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 627۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات

مورخہ 27/ مئی تا 02/ جون 2019ء کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گوناگوں مصروفیات کے علاوہ دیگر امور کی ایک جھلک ہدیہ قارئین ہے:

☆...**27/ مئی بروز سوموار:** آج دیگر دفتری ملاقاتوں کے علاوہ ایم ٹی اے نیوز ٹیم نے حضورِ انور ایدہ اللہ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

☆...**29/ مئی بروز بدھ:** حضورِ انور نے آج نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک کے باہر مکرمہ ضیاء الاسلام صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب۔ یوکے) کی نمازِ جنازہ حاضر پڑھائی اور اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔ اس نماز جنازہ حاضر کے ساتھ 8/ مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

☆...**30/ مئی بروز جمعرات:** حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک کے باہر مکرمہ افتخار مقبول قریشی صاحبہ (اہلیہ مکرم مقبول احمد قریشی صاحب۔ مرٹن پارک) کی نمازِ جنازہ حاضر پڑھائی اور اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔ اس نماز جنازہ حاضر کے ساتھ 6/ مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

☆...**31/ مئی بروز جمعۃ المبارک:** حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الفتوح، مورڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں نیز یوٹیوب اور دیگر میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعہ ساری دنیا میں سنا اور دیکھا گیا۔ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں جمعۃ الوداع کی اہمیت کے حوالے سے احباب جماعت کو نصائح فرمائیں۔ اس خطبہ جمعہ کا اردو کے علاوہ سات زبانوں میں رواں ترجمہ بھی نشر کیا گیا۔

☆... **یکم جون بروز ہفتہ:** آج صبح دیگر ......باقی صفحہ نمبر 09 پر......

بے کسوں کی تکالیف کو اللہ کی رضا کی خاطر دور کرنا

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز کے سالانہ سمپوزیم (یوروپین چیپٹر) کے اختتامی اجلاس سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز خطاب کا اردو ترجمہ (فرمودہ مورخہ 27/ اپریل 2019ء بمقام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح مورڈن)

(اس خطاب کا اردو ترجمہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

الحمد للہ، انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز (IAAAE) آج ایک مرتبہ پھر اپنا سالانہ سمپوزیم منعقد کر رہی ہے اور اب اس کا اختتامی اجلاس جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حالیہ سالوں میں IAAAE بہت فعال ہوئی ہے اور اس کا دائرۂ کار وسیع تر ہوا ہے۔ IAAAE اب صرف انہی چند منصوبوں پر ہی کام نہیں کر رہی جو انہیں یہاں برطانیہ میں مرکز کی جانب سے دیے جاتے ہیں یا مرکز سے متعلقہ ہوتے ہیں بلکہ میری ہدایات پر عمل کرتے ہوئے جو میں انہیں وقتاً فوقتاً دیتا رہتا ہوں، برطانیہ اور دیگر ممالک سے تعلق رکھنے والے IAAAE کے ممبران نے کئی نئے منصوبوں پر کام شروع کیا ہے اور اب یہ دنیا بھر میں وسیع اور پیچیدہ منصوبے بھی کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر IAAAE دنیا بھر میں ہماری مساجد اور سینٹرز کی تعمیر میں شاندار کردار ادا کر رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تسلسل سے اپنے فلاحی کاموں کو بھی پھیلا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں جہاں بھی IAAAE کام کر رہی ہے اس کے ممبران وقف کی حقیقی روح کے ساتھ خدمت کر رہے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو مسلسل اپنے کام اور خدمات بڑھانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔

IAAAE یورپین چیپٹر کے کئی حالیہ منصوبوں میں سے بڑے منصوبے مالی اور تنزانیہ میں جماعتی کمپلیکس کی تعمیر کے تھے۔ مالی میں جو کمپلیکس تعمیر کیا گیا ہے اس میں مسجد، مختلف دفاتر، گیسٹ ہاؤس اور مربی ہاؤس شامل ہیں۔ اللہ کے فضل سے جو تصاویر میں نے دیکھی ہیں اور جو رپورٹس مجھے ملی ہیں ان کے مطابق یہ نئی مسجد اور ملحقہ عمارتیں بہت خوبصورت ہیں اور بہترین انداز میں ڈیزائن کی گئی ہیں۔ یہاں سے اور دیگر ممالک سے جانے والوں نے بتایا ہے کہ یہ کمپلیکس انتہائی متأثر کن، خوبصورت اور بہترین طرز پر تعمیر کیا گیا ہے۔

اسی طرح جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، تنزانیہ میں ایک اَور کمپلیکس کی تعمیر اب مکمل ہو چکی ہے جس کا آغاز دو یا تین سال قبل کیا گیا تھا۔ اس کمپلیکس میں ایک خوبصورت مسجد کے ساتھ ایک کثیر المنزلہ عمارت بھی تعمیر کی گئی ہے جس میں مختلف دفاتر اور جماعتی ضروریات کے لیے سنٹر قائم کیا گیا ہے۔ یہ کمپلیکس شہر کے ایک ترقی یافتہ حصہ میں تعمیر کیا گیا ہے اور

......باقی صفحہ نمبر 11 پر......

اس شمارے میں:

☆... حقیقی عید (اداریہ) ☆... دل جان سے اے پیارے امام عید مبارک (منظوم) ☆... قلم کا قافلہ (منظوم) (02) ☆... سیرت النبی ﷺ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (قسط نمبر 5) (03) ☆... رپورٹ جلسہ سالانہ سیرالیون 2019ء (04) ☆... خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17/ مئی 2019ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے (05) ☆... تلاش گہر/ درثمین کی پہلی نظم۔ نصرت الٰہی ☆... خطبہ نکاح فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ☆... نمازِ جنازہ حاضر و غائب (10) ☆... ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (11) ☆... عید الفطر کے مسائل (12) ☆... جماعت احمدیہ مالٹا کا پیس سمپوزیم اور افطار ڈنر (16) ☆... رپورٹ سالانہ گیمز جامعۃ المبشرین سیرالیون ☆... سیرالیون کے مشاکا (MASIAKA) ریجن میں دو نئی مساجد کا افتتاح ☆... جماعتِ احمدیہ ارجنٹینا کی انٹرنیشنل بُک فیئر 2019ء میں کامیاب شرکت (17) ☆... تعارف کتاب/ گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے (18) ☆... احمدیت کے علمبردار دو گروہوں کے صدی کے سفر کا تقابلی جائزہ (قسط نمبر 6) (20)

@alfazlintl

اداریہ

حقیقی عید

رمضان المبارک کا اختتام ہے۔ تمام عالمِ اسلام عید کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ عید الفطر جسے چھوٹی عید یا میٹھی عید بھی کہا جاتا ہے تمام امتِ مسلمہ میں بڑے اہتمام کے ساتھ منائی جاتی ہے۔ مسلمان ممالک میں عید کے ایام میں عام تعطیل کا اعلان کیا جاتا ہے۔ جبکہ دیگر ممالک میں مقیم مسلمانوں کو اگر اس روز چھٹی نہیں بھی ہوتی تو بھی وہ اپنے کاموں سے رخصت لے کر اپنے بزرگوں، گھروالوں، عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ عید کا دن گزارتے ہیں۔ گھروں کو سجایا جاتا ہے۔ اپنی اپنی بساط کے مطابق مردوزَن اور بچے اس روز کی مناسبت سے عمدہ لباس کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ نمازِ عید پڑھی جاتی ہے۔ گھر کے سر براہ صدقۃ الفطر جسے فطرانہ بھی کہا جاتا ہے عید سے پہلے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بچے بڑوں سے پیار اور محبت کے ساتھ ساتھ عیدی اور تحائف بھی پاتے ہیں۔ الغرض لوگ اپنے دکھوں کو بھلا کر، اپنی رنجشوں کو پسِ پشت ڈال کر اعزّہ و اقربا کے ساتھ عید کی خوشیاں بانٹتے ہیں۔ بعض خوش نصیب اس روز اپنے معاشی لحاظ سے کمزور بھائیوں اور بہنوں کو بھی عید کی خوشیوں میں شامل کر کے سکون حاصل کرتے ہیں۔ لیکن انسان تو پھر انسان ہے، اس بات کا امکان بھی رہتا ہے کہ عید کے گزرنے کے ساتھ رمضان المبارک میں سیکھے گئے سبق بھلا کر اپنی پرانی زندگی کی طرف لَوٹ جایا جائے گا۔

عید الفطر مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا ایک تحفہ ہے جسے ہر مسلمان اپنے انداز سے مناتا ہے۔ جب تک یہ خوشیاں احکامِ خداوندی کے دائرے میں رہیں انہیں منانا ہی آج کے دن کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عید کی خوشیاں مبارک فرمائے۔

اکثر عالمِ اسلام پر تو رمضان آیا اور گیا۔ عید آئے گی، گزر جائے گی۔ لیکن ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نہایت دل نشین انداز میں ہمیں نصیحت فرماتے ہیں کہ اس وقتی عید کی خوشیوں کو دائمی بنایا جائے، حقیقی عید منائی جائے اور دنیاوی ظاہری جشن اور میلوں پر مشتمل اس تہوار کو 'دنیا و عاقبت سنوارنے والا' بنایا جائے۔ اور اس کا طریق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنی زندگیاں گزارنے والے ہیں وہی حقیقی عید منانے والے ہیں۔ جس دن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی برائیوں کو دور کرنے کا عہد کیا، جس دن انسان نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا عہد کیا اور اس پر عمل بھی شروع کر دیا تو حقیقی عید وہی ہو گی۔ پس آج اگر ہم اپنے رمضان کو بھولنے کا نہیں بلکہ یاد رکھنے کا عہد کریں تو ہماری عید مبارک عید ہے اور ہمارا رمضان بھی بڑا مبارک رمضان ہے۔ ہماری دنیا و عاقبت بھی اس سے سنور جائے گی اور یہ عید ہماری دنیا و عاقبت سنوارنے والی عید بن جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''وہ دن کونسا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر ہے اور مبارک دن ہے؟ مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو اِن سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس دن وہ بد اعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضب الٰہی کے نیچے اسے لا رہا تھا دھو دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لیے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہو گا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضب الٰہی سے نجات دے دے۔ توبہ کرنے والا گنہگار جو پہلے خدا تعالیٰ سے دُور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا اب اس کے فضل سے اس کے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب سے دُور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ (البقرۃ: 223) بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی بد کرتوتوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا عہد صلح باندھ لے اور اس کے احکام کے لئے اپنا سر خم کر دے تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس کے بدعملوں کی پاداش میں تیار ہو رہا تھا بچایا جاوے گا اور اس طرح پر وہ وہ چیز پا لیتا ہے جس کی گویا اسے توقع اور امید ہی نہ رہی تھی۔''

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 148-149۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

پس حقیقی عید یہی ہے کہ جو پاک تبدیلیاں ہیں وہ پیدا کی جائیں، اپنی حالتوں کو بدلا جائے۔ پس اگر ہم نے یہ رمضان اس کوشش میں گزارا ہے کہ سچی توبہ کریں اور اپنی پوری کوشش بھی کی ہے تو ہمارے لئے ہر دن جو رمضان میں پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے چڑھا تھا عید کا دن تھا لیکن اس کا اظہار ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آج کر رہے ہیں۔''

(خطبہ عید الفطر فرمودہ 21؍ستمبر 2009ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے شفیق اور پیارے امام کی نصائح پر عمل کرتے ہوئے دائمی، حقیقی اور دنیا و عاقبت سنوارنے والی عید نصیب فرمائے۔ آمین

اللہ کرے کہ ہم سب اپنے پیارے امام کے ارشادات کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے ہوں۔ آمین

تمام قارئینِ الفضل انٹرنیشنل کو عید الفطر مبارک

دل جان سے اے پیارے امام عید مبارک

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں

عید کی منظوم مبارک باد

دل جان سے اے پیارے امام عید مبارک
باعزت و تکریم و سلام عید مبارک
اے فخرِ گلستانِ مسیحائے زمانہ
اے نازشِ گُل، عالی مقام عید مبارک
دو لفظ نہیں میرا دھڑکتا ہوا دل ہے
چاہت سے یہ معمور پیام عید مبارک
ہے ساقیٔ عالم کی مہربانی نے آقا
بخشا ہمیں فرحت کا یہ جام عید مبارک
دے جاتا ہے یہ جاتے ہوئے اہلِ حرم کو
انعامِ خدا، ماہِ صیام عید مبارک
کل شام میں جب چاند نے کی چہرہ نمائی
ہر سُو ہے یہی نعرۂ عام عید مبارک
ہر صبح ہر اک شام ہو خوشیوں کا بسیرا
ہو آپ کے گھر نقشِ دوام، عید مبارک
ہر پل ہوں مرادوں کے ثمر تازہ بتازہ
اور آپ کا جیون ہو مدام عید مبارک
طالب ہے دعاؤں کا یہ کہتے ہوئے آقا
عابدؔ وہی ادنیٰ سا غلام ''عید مبارک''

(پروفیسر مبارک احمد عابدؔ)

قلم کا قافلہ

دائرہ دیں کی اشاعت کا بڑھا
تیز تَر ہو گا قلم کا قافلہ
آج سے اپنا یہ پیارا الفضل
ہفت روزہ سے سَہ روزہ ہو گیا

(عبدالکریم قدسیؔ۔ ۲۴؍مئی ۲۰۱۹ء)

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

قسط نمبر 5

اخلاص باللہ۔ خشیت الٰہی

آپؐ کی ایک دعا

آپؐ کی خشیت الٰہی کا ثبوت ایک دعا سے خوب ملتا ہے۔ انسان جس وقت لوگوں سے جدا ہو کر دعا مانگتا ہے تو اس وقت اسے کسی بناوٹ کی ضرورت نہیں ہوتی اور اس وقت کے خیالات اگر کسی طرح معلوم ہو جائیں تو وہ اس کے سچے خیالات ہوں گے کیوں کہ وہ ان خیالات کا اظہار تخلیہ میں کرتا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ فِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مَااَكْثَرُ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَعَدَ فَاَخْلَفَ (بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء قبل السلام) اے میرے خدا میں تیری ہی پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور میں پناہ مانگتا ہوں مسیح الدجال کے فتنہ سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے اے میرے رب میں پناہ مانگتا ہوں گناہوں سے اور قرضہ سے۔ اس دعا کو سن کر ایک شخص نے پوچھا کہ آپؐ قرضہ سے اس قدر کیوں پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا کہ جب انسان قرض دار ہو جاتا ہے تو بات کرتے وقت جھوٹ بول جاتا ہے اور وعدہ کر کے اس کے خلاف کرتا ہے۔

کیسی پاک دعا ہے آپؐ کے اندرونہ پر کیسی روشنی ڈالتی ہے اور اس سے کیسا کھلا کھلا ظاہر ہو جاتا ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے کیسے خائف تھے۔ کس طرح اس کے حضور گرتے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے پھر اسی سے عرض کرتے کہ مجھ سے تو کچھ نہیں ہو سکتا تو خود ہی فضل کر۔

خدا تعالیٰ کے غناء سے خوف

بڑوں اور چھوٹوں میں کیا فرق ہوتا ہے جن کے پاس کچھ ہوتا ہے وہ کیسے منکسر المزاج ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ جیسے انسان اور ختم نبوت کا دعویٰ، قرآن شریف جیسی کتاب اتر رہی ہے۔ نصرت الٰہی کی وہ بھر مار ہے کہ دشمن و دوست حیران ہیں۔ ہر گھڑی پیار و محبت کے اظہار ہو رہے ہیں۔ حتّٰی کہ بارگاہ خداوندی سے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32) کا حکم جاری ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ آپؐ کی شان میں فرماتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (الفتح:11) اور اسی طرح ارشاد ہوتا ہے کہ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (النجم:10) لیکن خشیت الٰہی کا یہ حال ہے کہ آپؐ فرماتے ہیں وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِیْ خدا کی قسم میں نہیں جانتا باوجود اس کے کہ میں خدا کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ سچ ہے کہ جسے جتنا قرب شاہی نصیب ہوتا ہے اسی طرح وہ خائف بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ادھر تو اس بادشاہ دو جہاں کا اللہ تعالیٰ کی خشیت میں یہ کمال تھا ادھر ہم آج کل فقراء کو دیکھتے ہیں کہ ذرا کوئی بات ہوئی اور کہتے ہیں کہ الٹا دوں طبقۂ زمین و آسمان۔ ایک ہاتھ میں سوٹا اور ایک ہاتھ میں کشکول گدائی لیے پھرتے ہیں۔ بدن پر ہندو فقیروں کی طرح راکھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔ معرفت الٰہی سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل تو الگ رہا ایک آیت بھی پڑھ نہیں سکتے۔ دعاوی دیکھو تو کہو کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ سب کاروبار خدائی انہیں سپرد کر کے آپ علیحدہ ہو گیا ہے یہ تو جہلاء کا گروہ ہے۔ پیروں کی بھی ایسی ہی حالت ہے۔ بعض تو فقط اپنی بہشت تو الگ رہی اپنے دستخطی رقعوں پر دوسروں کو بھی بہشت دلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کی حالت پر رحم کرے اور ہمیں اس پاک رسولؐ کی اطاعت کی توفیق دے کہ اس کے بغیر نجات نہیں۔

بدر کا واقعہ

بدر کے موقع پر آنحضرت ﷺ سے جو ظہور میں آیا وہ بھی چشم بصیرت رکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کرنے کے لیے کافی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا کس قدر خوف تھا۔ جنگ بدر کے موقع پر جبکہ دشمن کے مقابلہ میں آپؐ اپنے جاں نثار بہادروں کو لے کر پڑے ہوئے تھے تائید الٰہی کے آثار ظاہر تھے۔ کفار نے اپنے قدم جمانے کے لیے پختہ زمین پر ڈیرے لگائے تھے اور مسلمانوں کے لیے ریت کی جگہ چھوڑی تھی لیکن خدا نے بارش بھیج کر کفار کے خیمہ گاہ میں کیچڑ ہی کیچڑ کر دیا اور مسلمانوں کی جائے قیام مضبوط ہو گئی۔ اس طرح اَور بھی تائیدات سماوی ظاہر ہو رہی تھیں لیکن باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کا خوف آنحضرت ﷺ کے دل پر ایسا غالب تھا کہ سب وعدوں اور نشانات کے باوجود اس کے غناء کو دیکھ کر گھبراتے تھے اور بے تاب ہو کر اس کے حضور میں دعا فرماتے تھے کہ مسلمانوں کو فتح دے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ قُبَّةٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَاَخَذَ اَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ فِی الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ (بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم) نبی کریمؐ جنگ بدر میں ایک گول خیمہ میں تھے اور فرماتے تھے کہ اے میرے خدا! میں تجھے تیرے عہد اور وعدے یاد دلاتا ہوں اور ان کے ایفاء کا طالب ہوں۔ اے میرے رب اگر تو ہی (مسلمانوں کی تباہی) چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! بس کیجئے آپؐ نے تو اپنے رب سے دعا کرنے میں حد کر دی۔ رسول کریم ﷺ نے اس وقت زرہ پہنی ہوئی تھی آپؐ خیمہ سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ ابھی ان لشکروں کو شکست ہو جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے بلکہ یہ وقت ان کے انجام کا وقت ہے اور یہ وقت ان لوگوں کے لیے نہایت سخت اور کڑوا ہے۔ اللہ اللہ! خوف خدا کا ایسا تھا کہ باوجود وعدوں کے اس کے غناء کا خیال تھا لیکن یقین بھی ایسا تھا کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی تو باآواز بلند سنا دیا کہ میں ڈرتا نہیں بلکہ خدا کی طرف سے مجھے علم ہو چکا ہے کہ دشمن شکست کھا کر ذلیل و خوار ہو گا اور ائمۃ الکفر یہیں مارے جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جس جگہ پر عذاب آچکا ہو وہاں آپؐ نہ ٹھہرتے

رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے اس قدر خائف تھے اور اس کا تقویٰ آپؐ کے دل میں ایسا مستولی تھا کہ نہ صرف آپؐ ایسے افعال سے محفوظ تھے کہ جن سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا خوف ہو اور نہ صرف لوگوں کو ایسے افعال میں مبتلا ہونے سے روکتے تھے بلکہ آپؐ ان مقامات میں ٹھہرنا برداشت نہ کرتے تھے جس جگہ کسی قوم پر عذاب آچکا ہو۔ اور ان واقعات کو یاد کر کے ان افعال کو آنکھوں کے سامنے لا کر جن کی وجہ سے وہ عذاب نازل ہوئے آپؐ اس قدر غضب الٰہی سے خوف کرتے کہ اس جگہ کا پانی تک استعمال کرنا آپؐ مکروہ جانتے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَمَرَهُمْ اَنْ لَّا يَشْرَبُوْا مِنْ بِئْرِهَا وَلَا يَسْتَقُوْا مِنْهَا فَقَالُوْا قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّطْرَحُوْا ذٰلِكَ الْعَجِيْنَ وَيُهْرِيْقُوْا ذٰلِكَ الْمَآءَ۔ (بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ عز وجل والی ثمود اخاھم صالحا) جب آنحضرت ﷺ غزوۂ تبوک کے موقع پر مقام حجر پر اترے آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی نہ پیئیں اور نہ پانی بھریں۔ یہ حکم سن کر صحابہؓ نے جواب دیا کہ ہم نے اس پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے اور پانی بھر لیا ہے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اس آٹے کو پھینک دو اور اس پانی کو بہا دو۔ اس خوف الٰہی کو دیکھو اور دنیا کے سب راستبازوں کی زندگیوں کا اس پاک نبیؐ کی زندگی سے مقابلہ کرو کہ اس میں خوف الٰہی کس قدر زیادہ تھا۔

آپ ﷺ اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرتے

پہلے میں ذکر کر چکا ہوں کہ آنحضرت ﷺ اپنی نسبت فرماتے تھے کہ وَمَا اَدْرِیْ مَا يُفْعَلُ بِیْ میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے کہ آپؐ کبھی اس بات کا دعویٰ نہ کرتے کہ اپنے اعمال کے زور سے جنت کے وارث بن جائیں گے بلکہ ہمیشہ یہی تعلیم دیتے کہ خدا کے فضل سے جو کچھ ملے گا ملے گا اور اپنی نسبت بھی یہی فرماتے کہ میری نجات بھی خدا کے ہی فضل سے ہو گی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَنْ يُّدْخِلَ اَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِفَضْلِهٖ وَرَحْمَتِهٖ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَّاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعْتِبَ (بخاری کتاب المرضیٰ باب نھی تمنی المریض الموت) فرماتے ہیں میں نے رسول کریم ﷺ کو ایک دفعہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں نہیں داخل کرے گا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہ ہوں گے؟ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ میں بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہ ہوں گا بلکہ خدا کا فضل اور اس کی رحمت مجھے ڈھانپ لیں گے تو میں جنت میں داخل ہوں گا اس لیے تم نیکی کرو اور سچائی سے کام لو اور خدا کی نزدیکی کو تلاش کرو اور تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو شاید وہ نیکی میں اَور ترقی کرے اور اگر بد ہے تو شاید اس کی توبہ قبول ہو جائے اور اسے خدا کی رضا کے حاصل کرنے کا موقع مل جائے۔

اس حدیث سے رسول کریم ﷺ کی خشیت کا پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے خدا تعالیٰ کی قدرت، بڑائی اور جلال کا کیسا صحیح اندازہ لگایا تھا اور کس طرح آپؐ کے دل پر حقیقت منکشف تھی کہ آپؐ ان اعمال کے ہوتے ہوئے بھی اس بادشاہ کی غناء سے ایسے خائف تھے کہ فرماتے کہ خدا کا فضل ہی ہو تو نجات ہو ورنہ اس کے فضل کے بغیر نجات کیونکر ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ اسلام نجات کو اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا کے فضل کا نتیجہ قرار دیتا ہے ہاں اعمال صالحہ خدا کے فضل کے جاذب ہوتے ہیں اس لیے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ نجات خدا کے فضل سے ہے اس لیے تم نیکی اور تقویٰ سے کام لو۔ معلوم ہوا کہ نیکی اور اعمال صالحہ فضل کے جاذب ہیں چنانچہ ایک دوسری حدیث میں اس کی اَور تشریح ہو جاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ ہی اس حدیث کے بھی راوی ہیں اور اس میں انہوں نے پہلی حدیث سے اتنا زیادہ بیان فرمایا ہے وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَیْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا (بخاری کتاب الرقاق باب القصد والمداومۃ علی العمل) یعنی خدا کے فضل کے سوا نجات نہیں اسی لیے صبح کے وقت عبادت کرو اور شام کے وقت بھی اور کچھ رات کے وقت بھی اور خوب قصد کرو۔ پوری طرح سے قصد کرو۔ جنت میں پہنچ جاؤ گے۔ اس حدیث سے صاف کھل جاتا ہے کہ اپنے اعمال کو فضل کا جاذب قرار دیا ہے۔

(باقی آئندہ)

سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

manager@alfazlintl.org
فون نمبر: 00442085447672

جلسہ سالانہ سیرالیون 2019ء کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

صدر مملکت سیرالیون کی شمولیت۔ سیاسی و سماجی نیز مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات کی شرکت۔ نماز تہجد، دروس، ٹھوس تربیتی و تعلیمی تقاریر

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعتِ احمدیہ سیرالیون کا جلسہ سالانہ 8/ تا 10/ فروری 2019ء کو کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مکرم کمال بروجہ صاحب (بطور نمائندہ حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)، مکرم امیر صاحب نائیجیریا، مکرم امیر صاحب گیمبیا اور مکرم امیر صاحب لائبیریا کو بطور مہمان بھجوایا۔ نائیجیریا، گیمبیا، لائبیریا اور گنی کناکری سے بڑے وفود جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ امسال افسر جلسہ سالانہ مکرم عقیل احمد صاحب مبلغ سلسلہ تھے۔ جلسہ کے انتظامات کو احسن رنگ میں انجام دینے کے لیے جلسہ کے انتظامات کو 25 مختلف شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا۔ جامعہ احمدیہ سیرالیون کے طلباء و اساتذہ نے جلسہ کے انتظامات میں بھرپور معاونت کی توفیق پائی، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے، آمین۔ جلسہ سالانہ احمدیہ مسلم سینئر سیکنڈری سکول Bo ٹاؤن کے احاطہ میں منعقد ہوا۔

پہلا دن

موٴرخہ 8 فروری 2019ء کو آغاز حسب روایت باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔

پہلا اجلاس بروز جمعۃ المبارک: 08:30 بجے صبح جلسہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مکرم کمال بروجہ صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ محترم نائب امیر اول سیرالیون الحاج ڈاکٹر شیخو تاموصاحب نے سیرالیون کا جھنڈا لہرایا۔

امسال سیرالیون کے نئے صدر مملکت نے ہماری دعوت کو قبول کیا اور متعدد وزراء کے ساتھ جلسہ سالانہ کے پہلے دن پہلے اجلاس میں تشریف لائے۔ ان کے علاوہ 3 سابق نائب صدور مملکت بھی اس سال جلسہ سالانہ میں شریک ہوئے۔ صدر مملکت اپنے قافلہ سمیت 2 گھنٹے تک جلسہ گاہ میں موجود رہے اور حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کی صداقت کی عملی تصویر بنے رہے کہ

”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“

مکرم ومحترم امیر ومشنری انچارج مولانا سعید الرحمٰن صاحب کی صدارت میں پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم مع کریو زبان میں ترجمہ سے ہوا۔ بعدہٗ حضرت مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ مع ترجمہ پیش کیا گیا۔ محترم امیر صاحب سیرالیون نے صدر مملکت اور تمام آنے والے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

مکرم صدر مملکت نے اپنے خطاب میں جماعت کی خدمات کو سراہا اور کہا کہ

”میں ذاتی طور پر بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے جماعتِ احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کا موقع دیا... میری حکومت اور سیرالیون کی عوام کی طرف سے جماعتِ احمدیہ کے عالمی سربراہ حضور اقدس کی خدمت میں محبت بھرا سلام پہنچا دیں۔ ایک قوم کے طور پر ہم آپ کی بہترین قیادت کو سراہتے ہیں اور ایک سربراہ کے طور پر، ہم حضور اقدس کی امن عالم اور اخوت کے قیام کی انتھک کوششوں پر آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ میں نے حضور اقدس کی کتاب Pathway to Peace کا بغور مطالعہ کیا ہے، جو کہ اسلام کی تعلیمات کے ذریعہ امن عالم کے قیام کی ایک اعلیٰ کاوش ہے۔

دائیں سے بائیں:
1۔عرب مہمان Mr. Kamal Ziane Beroudja Sahib (نمائندہ حضورِ انور ایدّہ اللہ)۔ 2۔صدر مملکت سیرالیون۔ H.E. Rtd. Brigd. Julius Maada Bio۔ 3۔منسٹر آف انرجی۔ Hon. Alhaji Ibrahim Kanja Sesay۔
4۔ امیر ومشنری انچارج سیرالیون۔ مکرم سعید الرحمٰن صاحب

2003ء سے ہونے والے آپ کے Peace Symposium اور شہرہ آفاق کتاب Pathway to Peace اس بارے میں راہنمائی کرتی ہے جس کا عملی نمونہ جماعتِ احمدیہ سیرالیون دکھا رہی ہے۔ ایک قوم کے طور پر ہم حضور انور کی خدمت میں شکریہ کا پیغام بھیجتے ہیں۔

1921ء سے لے کر آج تک احمدیہ مسلم جماعت پورے سیرالیون میں لوگوں کی زندگیاں سنوار رہی ہے۔

خواتین وحضرات میں اس بات پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں کہ میرا اور میری حکومت کا مکمل تعاون آپ کے ساتھ ہے۔ کئی نسلوں سے آپ زندگیاں سنوارتے چلے آرہے ہیں۔

موصوف نے Humanity First اور IAAAE کی خدمات کو بھی سراہا۔

متعدد معزز شخصیات نے خیرسگالی کے پیغامات دیے اور جماعت کی خدمات کا احسن رنگ میں ذکر کیا۔ مکرم امیر ومشنری انچارج صاحب نے دعا کروائی۔ اس طرح یہ پہلا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

نماز جمعہ:۔

خطبہ جمعہ مکرم نوید احمد عادل صاحب امیر ومشنری انچارج لائبیریا نے دیا جس میں آپ نے خطبہ میں درود شریف کی برکات بیان کیں۔

پہلا دن، دوسرا اجلاس :۔

دوسرا اجلاس خواتین کے لیے مخصوص تھا جس کی صدارت محترمہ Lilian Songo صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ سیرالیون نے کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ، لجنہ کے عہد اور حدیث سے ہوا اور لجنہ اماء اللہ کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ پیش کی گئی۔

خلافت کی برکات کے موضوع پر پہلی تقریر ہوئی۔ اس کے بعد لجنہ اماء اللہ کے کچھ معاملات پر گفتگو ہوئی اور ایک نظم اردو زبان میں پیش کی گئی۔ اس کے بعد بیرون ملک سے آنے والی مہمان خواتین نے مختصر خطاب کیے۔ اس اجلاس کے آخر میں محترم امیر ومشنری انچارج صاحب سیرالیون نے لجنہ اماء اللہ کو چند نصائح سے نوازا اور دعا کروائی۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ خطبہ جمعہ کا انگریزی زبان میں ترجمہ سنوایا گیا۔

دوسرا دن

موٴرخہ 9 فروری 2019ء کو آغاز حسب روایت باجماعت نماز تہجد، درس اور نماز فجر سے ہوا۔

پہلا اجلاس:۔

دوسرے دن پہلے اجلاس کا آغاز 10:00 بجے مکرم ومحترم امیر صاحب نائیجیریا کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور اس کا کریو زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا اور اس کے بعد نظم ”ہے دست قبلہ نما“ انگریزی ترجمہ کے ساتھ پیش کی گئی۔

اس اجلاس میں پہلی تقریر کا موضوع ”عربوں میں قبول احمدیت“ تھا جبکہ دوسری تقریر ”خلافت کی برکات“ کے موضوع پر ہوئی۔ آخری تقریر ”خاتم النبیین از تحریرات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام“ کے عنوان پر تھی۔ بعد ازاں معزز مہمانان نے اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔

آخر پر محترم امیر صاحب نائیجیریا نے اختتامی کلمات کہے جن میں انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان برکات کے حصول میں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا کے ساتھ اس اجلاس کا اختتام ہوا۔

دوسرا دن، دوسرا اجلاس:۔

نماز ظہر وعصر کے بعد دوسرا اجلاس مکرم محترم امیر صاحب گیمبیا کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مع کریو زبان میں ترجمہ اور نعتِ رسول کریم ﷺ ”بدرگاہ ذی شان خیر الانام“ مع ترجمہ پیش کی گئی۔

دو تقاریر ”صحابہ کرام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم“ اور ”انفاق فی سبیل اللہ“ کے موضوع پر ہوئیں۔

اس کے بعد سیکرٹری صاحب تعلیم سیرالیون نے امتیازی کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں تعلیمی کارکردگی کی اسناد تقسیم کیں۔

محترم امیر صاحب گیمبیا نے اختتامی کلمات میں کہا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گزشتہ کئی خطبات میں صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کے حالات زندگی بیان فرمارہے ہیں اور ہمیں بار بار نصائح کررہے ہیں کہ ہمیں صحابہ کرام کی قربانیوں اور طرز زندگی کی پیروی کرنی چاہیے۔ اس اجلاس کا اختتام دعا سے ہوا جو محترم امیر صاحب گیمبیا نے کروائی۔

تیسرا دن

موٴرخہ 10 فروری 2019ء کو آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ اس کے بعد درس دیا گیا اور نماز فجر ادا کی گئی۔

اختتامی اجلاس:۔

یہ اجلاس مکرم ومحترم مولانا سعید الرحمان صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون کی زیر صدارت صبح 10:00 بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعودؑ کا اردو کلام ”ہے شکر رب عزوجل...“ مع کریو ترجمہ پیش کیے گئے۔

اس تقریر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ کے لیے بھجوایا گیا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔

خصوصی پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برائے جلسہ سالانہ سیرالیون

جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ایک خصوصی پیغام عطا فرمایا جس کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔

”پیارے ممبران احمدیہ مسلم جماعت سیرالیون!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

باقی صفحہ نمبر 19 پر

خطبہ جمعہ

نئے مرکزِ احمدیت 'اسلام آباد' (ٹلفورڈ) میں نَو تعمیر شدہ 'مسجد مبارک' کے افتتاح کے موقعے پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی اور پُر کیف سجدۂ شکر

خطبہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کے نزول پر تمام احمدیوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی تلقین نیز مسجد اور نئے مرکز کے بعض کوائف کا بیان

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17/ مئی 2019ء بمطابق 17/ہجرت 1398 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ (ٹلفورڈ، سرے)، یو کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ سے قبل مسجد مبارک اسلام آباد کا باقاعدہ افتتاح فرماتے ہوئے افتتاح کی پلیٹ کا پردہ ہٹایا اور مسجد میں تشریف لا کر فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہ۔ ابھی باہر میں نے مسجد کے افتتاح کی جو پلیٹ لگی ہوئی تھی اس کا پردہ ہٹا دیا۔ وہ تو افتتاح ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ربوہ کی مسجد مبارک کا افتتاح فرمایا تو اُس وقت فرمایا تھا کہ افتتاح سے پہلے دو نفل کا انتظام ہونا چاہیے لیکن اُس وقت وہاں انتظام نہیں ہو سکتا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم سجدۂ شکر کریں گے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمودؓ جلد 32 صفحہ 48-49 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 23 مارچ 1951ء)

عموماً روایت یہ ہے کہ مَیں جب افتتاح کی پلیٹ کا پردہ ہٹاتا ہوں تو ہم دعا کرتے ہیں۔ آج اُسی طریق پر عمل کرتے ہوئے بجائے دعا کے ابھی مَیں سجدۂ شکر کروں گا۔ آپ میرے ساتھ اس میں شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹا سا مرکز ہمیں عطا فرمایا، یہ مسجد عطا فرمائی اور اس کے بعد پھر باقاعدہ خطبہ شروع ہو گا۔ سجدہ شکر کر لیں۔

(اس کے بعد حضورِ انور کی اقتداء میں تمام حاضرین نے سجدۂ شکر ادا کیا)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

قُلْ أَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَأَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ۔ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔ (الاعراف: 30 تا 32)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ تُو کہہ دے میرے رب نے مجھے انصاف کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ہر مسجد کے پاس اپنی توجہ درست کر لیا کرو اور اللہ کی عبادت کو خالص اسی کا حق قرار دیتے ہوئے اسی کو پکارو۔ جس طرح اس نے تم کو شروع کیا تھا، پھر ایک دن تم اسی حالت کی طرف لوٹو گے۔ ایک فریق کو اس نے ہدایت دی لیکن ایک اَور فریق ہے جس پر گمراہی واجب ہو گئی ہے (یعنی وہ گمراہی کا مستحق ٹھہرا ہے) انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنا لیا ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پا گئے ہیں۔ اے آدم کے بیٹو! ہر مسجد کے قریب زینت کے سامان اختیار کر لیا کرو اور کھاؤ اور پیئو اور اسراف نہ کرو کیونکہ وہ (اللہ) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

الحمد للہ، اللہ تعالیٰ آج ہمیں اسلام آباد میں، اسلام آباد کی اس مسجد میں جمعہ پڑھنے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ جیسا کہ چند جمعے پہلے میں نے مرکز اسلام آباد منتقل ہونے کے بارے میں کہا تھا کہ مسجد فضل کے ساتھ اب دفاتر وغیرہ کے انتظامات میں کافی تنگی محسوس کی جانے لگی تھی اور اب دفاتر کے لیے بھی زیادہ بہتر اور کھلی گنجائش کی ضرورت تھی جو اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام آباد کے تعمیراتی منصوبے کی تکمیل کے بعد کافی حد تک میسر آ گئی ہے۔ اسی طرح جماعت کے خدمت کرنے والوں اور دفاتر میں کام کرنے والے کچھ لوگوں کو حسبِ گنجائش رہائش بھی مہیا ہو گئی ہے۔ اسی طرح خلیفۂ وقت کی رہائش بھی تعمیر ہو گئی ہے۔ خلیفۂ وقت کی رہائش کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مسجد بھی ہوتا کہ خلیفۂ وقت کی اقتدا میں لوگ نمازوں کی جو ادائیگی ہے وہ آرام سے کر سکیں اور دوسرے درس و تدریس

کے جو کام ہیں وہ بھی خلیفۂ وقت سہولت سے کر سکے۔ گو آج رسمی طور پر ہم اس جمعے کے ساتھ مسجد کا افتتاح کر رہے ہیں لیکن عملاً میرے یہاں منتقل ہوتے ہی نمازوں اور دوسرے پروگراموں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ باہر سے خدام اطفال اور لجنہ کے وفود آتے رہے اور کافی بڑی تعداد میں اس میں شامل ہونے والے لوگ آتے رہے۔ اس لیے اس مسجد میں ان کے ساتھ مجالس بھی ہوتی رہیں اور جن کے ساتھ دوسرے چھوٹے ہالوں میں پروگرام ہوئے تو نماز کے لیے انہیں مسجد میں آسانی سے سہولت حاصل ہو گئی، وہ یہاں آ سکے۔ یہ مسجد، مسجد فضل سے تقریباً چار گنا زیادہ گنجائش رکھتی ہے لیکن جو لوگوں کے وفود آتے رہے اس میں یہی اندازہ ہوا کہ یہ مسجد بھی چھوٹی پڑتی رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی قبلہ رخ ایک ملٹی پرپز (multi-purpose) ہال بنایا گیا ہے۔ اس میں گنجائش ہے۔ اس میں زائد لوگ نماز پڑھتے رہے۔ بہرحال یہ باتیں کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت یو۔ کے میں بھی اور دنیا کے مختلف ممالک میں بھی مسجدیں بن رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ دس پندرہ سال میں مساجد کی تعمیر میں جماعتوں کو خاص توجہ پیدا ہوئی ہے اور اس توجہ کی وجہ سے مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ لیکن اس مسجد کی جس کا نام مَیں نے ''مسجد مبارک'' رکھا ہے اس لحاظ سے اہمیت ہے کہ خلیفۂ وقت کی رہائش بھی یہاں ہے۔ خدمت کرنے والوں میں سے قریباً انتیس تیس لوگوں کی رہائش بھی اچھے مناسب گھروں کی صورت میں یہاں ہے، اور تمام ضروری دفاتر جن سے میرا روزانہ عموماً زیادہ واسطہ رہتا ہے وہ بھی یہاں ہیں۔ یعنی یہ جگہ اور یہ مسجد اس لحاظ سے مرکزی مسجد ہے اور یہ اہمیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ مسجد اس لحاظ سے مسجد مبارک کی مثیل بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی اور ہر لحاظ سے مبارک بھی ہو۔

جب اس کا نام رکھنے کی تجویز ہو رہی تھی تو اس سے پہلے اَور نام ذہن میں آتے رہے۔ بعض ناموں کے مشورے بھی ہوتے رہے لیکن پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام ایک دم میرے سامنے آ گیا جس کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا۔ الہام یہ تھا

''مُبَارِكٌ وَّمُبَارَكٌ وَّكُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَكٍ يُّجْعَلُ فِيْهِ''

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امرِ مبارک اس میں کیا جائے گا۔'' (تذکرہ صفحہ 83 ایڈیشن چہارم)

اللہ تعالیٰ کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو دعائیں مسجد مبارک قادیان میں کیں اور جو آپؑ کی خواہشات اور تڑپ دنیا میں اسلام کے پھیلنے اور غلبہ حاصل کرنے کے لیے تھی وہ اس مسجد کو بھی پہنچتی رہیں اور انگلستان اور یورپ اور دنیا کے تمام ممالک میں یہاں سے توحید کے پھیلانے اور اسلام کا پیغام پہنچانے والی یہ مسجد اور یہ مرکز ہمیشہ بنے رہیں۔ یہاں مرکز کا آنا ہر لحاظ سے مبارک ہو اور خلافتِ احمدیہ کی طرف سے جاری ہونے والے تمام منصوبے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور برکت کو جذب کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں جن برکتوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد سے تعلق تھا وہ اسے بھی ملتی رہیں۔ مجھے کل تک یہ نہیں پتا تھا اور کل ہی میرے سامنے یہ بات آئی کہ جب ربوہ کی آبادی شروع ہوئی ہے تو اُس وقت بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد مبارک کی تعمیر کے وقت یہی فرمایا تھا کہ یہ مسجد مسجد مبارک قادیان کے قائم مقام اور اس کا ظل اور مثیل ہو گی۔

(ماخوذ از خطباتِ محمودؓ جلد 30 صفحہ 316 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 30 ستمبر 1949ء)

یعنی ربوہ میں جو مسجد مبارک تھی وہ اس کا مثیل ہو گی۔ بہرحال وہاں ایک لمبا عرصہ خلافت رہی اور ابھی بھی مرکزی دفاتر وہاں ہیں لیکن گذشتہ 35 سال سے وہاں سے ہجرت کی وجہ سے یہاں بھی اب نئے دفاتر کی، نئی چیزوں کی، عمارتوں کی اور مساجد کی ضرورت تھی۔ ملکی قانون کی وجہ سے خلافتِ احمدیہ کو ربوہ سے ہجرت کرنی پڑی اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہاں کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے یہاں پہلے سے بڑھ کر ترقیات کے دروازے بھی کھولے۔ اللہ تعالیٰ ان وسعتوں کو بھی مزید بڑھاتا چلا جائے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہیں اور **دشمن نے اپنے زعم میں جن فضلوں اور برکتوں کو ہم سے چھیننا چاہا تھا اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر اور کئی گنا بڑھ کر اس مسجد اور اس مرکز سے وہ ترقیات کے نظارے دکھائے۔**

اپنے زعم میں جماعت کی زندگی اور قسمت کے مالک بنے ہوؤں کی عقل کا بھی یہ حال ہے اور جہالت کی یہ حالت ہے کہ کسی نے مجھے دکھایا کہ سوشل میڈیا پر پیپلز پارٹی کے کوئی سیاستدان یہ تبصرہ کر رہے تھے اور وہ اپنا کمنٹ دے رہا تھا کہ ہم نے جماعتِ احمدیہ پر پابندیاں لگائی تھیں اور ان کو پاکستان میں پنپنے نہیں دیا تھا اور یہ نئی حکومت آئی ہے تو اِنہوں نے احمدیوں اور قادیانیوں کو اسلام آباد میں مرکز بنانے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ ان کی عقل کا حال ہے۔ کچھ عرصہ پہلے بھی ان کے ایک سیاستدان نے ہمارے متعلق اسی طرح کا جاہلانہ بیان دیا تھا اور پھر بعد میں کہہ دیا او ہو غلطی ہو گئی۔ میں ٹھیک طرح سمجھا نہیں تھا۔ بہرحال یہ تو ان دنیاداروں کی سوچیں ہیں۔ ان کو کیا پتا کہ **جماعتِ احمدیہ کی ترقی اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے ہے نہ دنیا کی کوئی حکومت اس کی ترقی کو روک سکتی ہے اور نہ کسی حکومت کی مدد کی جماعتِ احمدیہ اپنی ترقی کے لیے محتاج ہے۔ ہم جب تک اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے رہیں گے، جب تک اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مورد بنتے ہوئے ان ترقیات کا حصہ بنے رہیں گے۔** پس ہمیں اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہنا چاہیے۔

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اس نئی بستی میں رہنے کی توفیق دی ہے اور **جو لوگ یہاں مرکز بننے کی وجہ سے اس نئی آبادی کے قرب و جوار میں آ کر آباد ہونے کی کوشش کر رہے ہیں یا ہو رہے ہیں انہیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی حالتوں کو ایسا بنائیں کہ اس علاقے میں احمدیت اور اسلام کی حقیقی تصویر لوگوں کو نظر آئے۔** بے شک اسلام آباد میں ایک لمبا عرصہ ہمارے واقفینِ زندگی اور کارکنان رہتے رہے ہیں اور اس لحاظ سے یہاں کے رہنے والے لوگ احمدیوں سے متعارف بھی ہیں۔ بے شک جلسوں کی وجہ سے بھی اس علاقے میں احمدیت کا تعارف ہے۔ 2004ء تک بڑا لمبا عرصہ یہاں جلسے ہوتے رہے اور پھر اب آلٹن میں ہو رہے ہیں۔ وہ جگہ بھی قریب ہی ہے لیکن اب ایک نئی صورت یہاں کی آبادی کو ملی ہے اور اچانک جو یہاں آ کر احمدیوں نے گھر لینے شروع کر دیے ہیں تو اس لحاظ سے یہاں کے مقامی لوگ بھی ہمیں ایک اَور نظر سے دیکھیں گے۔ یہاں کی آبادی کو اس کا احساس ہو گیا ہے اور وہ اس کا ذکر بھی کرنے لگ گئے ہیں کہ تمہارے جو خلیفہ ہیں یا جماعت کے تمہارے سربراہ ہیں ان کے یہاں آنے کی وجہ سے اچانک یہ تم لوگوں کا اس طرف رخ ہوا ہے۔ پس اس وجہ سے اپنے نمونے پہلے سے بڑھ کر دکھانے ہوں گے۔ ان پر اپنا اچھا اثر ڈالنا ہو گا۔ اگر ہمارے شور کی وجہ سے، ٹریفک کی بے قاعدگی کی وجہ سے یا کسی بھی اَور وجہ سے ہمارے ہمسائے ڈسٹرب (disturb) ہوتے ہیں تو ہم یہاں کے رہنے والوں کو ایک غلط پیغام دے رہے ہوں گے۔ اگر اپنے عمل سے ہم اسلام کا صحیح پیغام نہیں دے رہے تو اللہ تعالیٰ کے انعام پر ہماری شکرگزاری صرف منہ کی باتیں ہوں گی۔ **اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری تو اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہماری باتیں اور ہمارے کام، ہماری تعلیم اور ہمارے عمل ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہوں** نہ یہ کہ ہم کہیں کچھ اور کریں کچھ۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں مسجدوں کے حوالے سے بھی ارشاد فرمائے ہیں۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں بھی ہمیں بہت اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ان باتوں کی طرف اگر ہم توجہ رکھیں تو جہاں ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حق ادا کرنے والے ہوں گے وہاں اس کی مخلوق کے حق ادا کرنے والے بھی ہوں گے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو، مسلمانوں کو واضح طور پر فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنے ایمان کو، اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرو۔ اگر یہ نہیں کرو گے تو تمہاری ترقی نہیں بلکہ تم گمراہی کے گڑھے میں پڑو گے۔ **مسجدوں کا جو مقصد ہے اسے پورا کرنا ہو گا تب ہی اللہ تعالیٰ کے انعام ملیں گے۔** اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی عبادتوں کو خالص کرنا ہو گا تب ہی اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث ہو گے۔ دنیاوی خیالات اور ترجیحات سے اپنے ذہنوں کو پاک کرنا ہو گا تب ہی اللہ تعالیٰ کے فضل بھی تم پر نازل ہوں گے۔ دن میں جب پانچ مرتبہ یہ کوشش ہو گی تو تب ہی پھر ہم اللہ تعالیٰ کے لیے دین کو خالص کرنے والے ہوں گے۔

پس اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتا ہے کہ اپنی روح کی صفائی کے بھی انتظام رکھو اور یہ صفائی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے دین کو خالص کرتے ہوئے ہو سکتی ہے۔ اور جو لوگ اپنی ہدایت کے سامان کرنے کی کوشش نہیں کرتے، جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کو خالص نہیں کرتے وہ لوگ گمراہی کے گڑھے میں جا پڑتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کی بجائے شیطان کو اپنا دوست بنا لیا ہے اور پھر وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے عمل خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کا انکار کرنے والوں کا یہی حال ہے۔ آج کل علمائے سوء جو ہم دیکھتے ہیں، جو ہمارے مخالفین ہیں ان کا یہی حال ہے۔ اپنے ساتھ عامۃ الناس کو بھی یہ علماء گمراہ کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کو یہی زعم ہے کہ ہمارے سے زیادہ یعنی ان لوگوں سے زیادہ اسلام پر عمل کرنے والا کوئی نہیں۔ اپنے مقصد حاصل کرنے کے لیے کوئی بھی طریقہ اور کوشش یا مکر یہ نہیں چھوڑتے اور حکومتیں بھی پھر ان سے خوفزدہ رہتی ہیں۔ آج کل پاکستان میں کراچی میں مخالفت کا زور ہے۔ اس بات پر مصر ہیں۔ اور حکومت بھی ان کی یہی کہتی ہے کہ ہم اپنی مسجدوں کے منارے گرائیں۔ لاکھ ان کو کہا کہ مسجدوں کے جو منارے بنے ہوئے ہیں یہ پرانی مسجدیں ہیں۔ یہ پچاس ساٹھ سال سے بنی ہوئی مسجدیں ہیں لیکن ان کو سمجھ ہی نہیں آتی۔ مولوی کا خوف بے تحاشا ہے۔ افرادِ جماعت پر ظلم و تعدی میں یہ لوگ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دشنام طرازی میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان پر

گمراہی لازم ہوچکی ہے۔ جو نام نہاد علماء اس کے پیچھے ہیں یقیناًان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس آخری زمانے میں مسجدیں بظاہر آباد نظر آئیں گی اور جو آج کل ہمیں وہاں غیروں کی دیکھنے میں نظر بھی آتی ہیں لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی اور انہی میں سے فتنے اٹھیں گے اور وہیں لوٹ جائیں گے اور یہ لوگ اسلام کو بدنام کرنے والی مخلوق ہو گی جو بدترین مخلوق ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی جلد 3 صفحہ 317-318 حدیث 1763 مطبوعہ مکتبۃ الرشد ناشرون بیروت 2003ء)

پس ایسے میں ہماری اَور بھی زیادہ ذمہ داری بن جاتی ہے کہ اپنی عبادتوں کو بھی خالص کریں اور دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے بھی آشنا کریں۔ ہمارے لیے تو ہماری کوشش سے زیادہ اسلام کی حقیقی تعلیم کو پھیلانے کے لیے اللہ تعالیٰ راستے کھولتا ہے اور یہ مرکز بھی انہی میں سے ایک ہے۔ پس ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے۔ ہماری ذاتی کوشش ہوتی یا جماعتی کوشش ہوتی تو یہ کبھی تعمیر نہ ہوسکتا۔ **یہ صرف محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے یہ مرکز عطا فرمایا۔** ان رمضان کے دنوں میں جب روح کی بہتری کے لیے اللہ تعالیٰ نے سامان بہم پہنچائے ہیں، اپنے دین کو پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے لیے دین کو خالص کرنے کے لیے ہماری کس طرح رہنمائی فرمائی ہے اس بارے میں آپ نے ایک موقعے پر فرمایا

’’قرآن شریف میں لکھا ہے اُدۡعُوۡہُ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ (الاعراف:30)۔ اخلاص سے خدا تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے اور اس کے احسانوں کا بہت مطالعہ کرنا چاہیے۔ چاہیے کہ اخلاص ہو، احسان ہو اور اس کی طرف ایسا رجوع ہو کہ بس وہی ایک رب اور حقیقی کارساز ہے۔‘‘ فرمایا کہ

’’عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اور یا یہ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو جاوے اور اسی کی عظمت اور اسی کی ربوبیت کا خیال رکھے۔‘‘ فرمایا کہ ’’ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا تعالیٰ سے بہت مانگے اور بہت توبہ و استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تا کہ تزکیہ نفس ہو جاوے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو جاوے اور اسی کی محبت میں محو ہو جاوے۔‘‘ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 451)

پس اللہ تعالیٰ کے لیے جب دین خالص ہو گا، عبادت خالص ہو گی تو تزکیہ نفس بھی ہو گا۔ اپنے نفس کو پاک کرنے کا موقع بھی ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادتوں کا بھی حق ادا ہو گا اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش ہو گی۔ کسی نے سوشل میڈیا پر ایک ویڈیو دکھائی کہ افطار کے وقت بڑے اہتمام سے مسلمان ایک جگہ افطار کے لیے جمع ہوئے اور کسی بات پر غالباً کھانے پر ہی پہلے گالم گلوچ شروع ہوئی اور اس سے بڑھ کر پھر ہاتھا پائی اور لڑائی شروع ہو گئی۔ ایک دوسرے کو مُکّے مار رہے ہیں، لڑائی کر رہے ہیں، نوچ گھسوٹ کر رہے ہیں، کھانا اِدھر اُدھر بکھرا پڑا ہے۔ کوئی اِدھر لڑھک رہا ہے کوئی اُدھر لڑھک رہا ہے۔ نہ بڑی عمر والے کی عزت ہے نہ چھوٹے کا لحاظ ہے۔ آپس میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں اور یہ اس دوران ہو رہا ہے جو روزے کی حالت ہے اور باقاعدہ جس طرح ان کا رواج ہے کہ لمبی قمیضیں پہن کے نمازوں کے لیے بھی آتے ہیں وہ جبے پہن کے آئے ہوئے ہیں اور لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس حالت میں یہ کہا ہے کہ تم نے روزے کی حالت میں کوئی غلط بات نہیں کرنی۔ لڑائی کرنے والے کو بھی جواب نہیں دینا اور یہ کہہ دینا کہ میں روزے دار ہوں اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ روزے کی مَیں جزا ہوں تو کیا اس قسم کے روزے داروں کی اللہ تعالیٰ جزا بنے گا؟ کیا یہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن رہے ہیں؟ کیا یہ تزکیہ نفس ہے جو روزوں سے ان کا ہو رہا ہے؟ ان باتوں سے اور بھی واضح ہو جاتا ہے کہ آنے والے امام کو ماننے کی کیا اہمیت تھی اور کتنا ضروری تھا کہ مسلمانوں کی اصلاح کے لیے امامِ وقت آتا۔ اور جب وہ آیا تو اس کو نہیں مان رہے لیکن یہ باتیں ہمیں اَور اس طرف متوجہ کرتی ہیں کہ ہم اپنے جائزے لیں۔ اپنی اصلاح کریں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہمارے اندر بھی اگر کوئی رنجشیں اور بے چینیاں ہیں تو ان کو دور کریں اور روزوں کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہوتے ہوئے اس کی عبادت کرنے والے ہوں اور پھر اس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔

اسی طرح ایک اور موقعے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’اس وقت اسلام جس چیز کا نام ہے اس میں فرق آ گیا ہے۔ تمام اخلاق ذمیمہ بھر گئے ہیں۔‘‘ یعنی جو غلط قسم کی باتیں ہیں، فضول باتیں ہیں، بد اخلاقیاں ہیں، برائیاں ہیں وہ تو بہت بھر گئے ہیں اور وہ اخلاص ...... آپؑ فرماتے ہیں ’’اور وہ اخلاص جس کا ذکر مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ۔ میں ہوا ہے آسمان پر اٹھ گیا ہے۔‘‘ یعنی اس کا کوئی وجود ہی نظر نہیں آتا۔ ’’خدا تعالیٰ کے ساتھ صدق، وفاداری، اخلاص، محبت اور خدا پر توکّل کالعدم ہو گئے ہیں۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ پھر نئے سرے سے ان قوتوں کو زندہ کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 352-353)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ ’’اب یہ زمانہ ہے کہ اس میں ریاکاری، عجب، خود بینی، تکبر، نخوت، رعونت وغیرہ صفاتِ رذیلہ تو ترقی کر گئے ہیں۔‘‘ یہ سب برائیاں جو ہیں ان میں تو بڑی ترقی ہو رہی ہے ’’اور مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ وغیرہ صفاتِ حسنہ جو تھے وہ آسمان پر اٹھ گئے۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’توکل، تفویض وغیرہ سب باتیں کالعدم ہیں۔‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ پر توکل بھی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ کے سپرد اپنے معاملات ایک مومن جو کرتا ہے اس کی بھی کوئی صورت کسی مومن سے نظر نہیں، شکل نظر نہیں آتی۔ جو بظاہر so called مومن ہیں، نام نہاد مومن ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ بالکل ہی اخلاق ختم ہو چکے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اب خدا کا ارادہ ہے کہ ان کی تخم ریزی ہو۔‘‘ (البدر جلد 3 نمبر 10 مورخہ 8 مارچ 1904ء صفحہ 3)

پہلے فرمایا کہ خدا کا ارادہ ہے کہ ان قوتوں کو زندہ کرے۔ اس میں فرمایا خدا کا ارادہ ہے کہ ان کی تخم ریزی ہو اور یہ تخم ریزی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے ہوئی ہے اور خدا کا ان اخلاق کو زندہ کرنے کا اور عبادتوں کو خالص کرنے کا، حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے جاری فرمایا اور آگے اس تخم ریزی سے پیدا ہوئے ہوئے پودوں اور درختوں کی شاخیں ہم نے بننا ہے۔ اور ہم یہ اس وقت کر سکتے ہیں جب اپنی عبادتوں کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کریں۔ دوسروں کی کمزوریاں دیکھ کر اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کی رضا باقی ترجیحات پر حاوی ہو جائے۔ ایک موقعے پر آپؑ نے فرمایا کہ **’’اعمال کے لیے اخلاص شرط ہے۔‘‘** (ملفوظات جلد 8 صفحہ 354)

پس صرف ظاہری عمل ہو اور اس میں اخلاص نہ ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کی تڑپ نہ ہو تو وہ عمل بے کار ہے۔ نمازیں بے کار ہیں۔ پس یہ بھی ہمیں ایک تنبیہ ہے کہ اپنی عبادتوں کو جب تک خالص نہیں کریں گے ان عبادتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ پھر ایک موقعے پر آپؑ نے فرمایا:

واضح ہو کہ قرآن شریف کی رو سے انسان کی طبعی حالتوں کو اس کی اخلاقی اور روحانی حالتوں سے نہایت ہی شدید تعلقات واقع ہیں یہاں تک کہ انسان کے کھانے پینے کے طریقے بھی انسان کی اخلاقی اور روحانی حالتوں پر اثر کرتے ہیں۔‘‘ جیسا کہ میں نے کہا افطار کا یہ واقعہ بتایا تھا جو دیا جا رہا تھا کہ افطاری کے لیے لوگ اکٹھے ہوئے تھے ان کی مثال دی تھی ان کی ظاہری حالت ہی ان کی روحانی حالت کی تصویر کھینچتی ہے۔ پس یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ ان کے اندر روحانیت اب ختم ہو چکی ہے اور یہ باتیں پھر ہمیں توجہ دلانے والی ہونی چاہئیں۔ آپؑ فرماتے ہیں ’’اور اگر ان طبعی حالتوں سے شریعت کی ہدایت کے موافق کام لیا جائے تو جیسا کہ نمک کی کان میں پڑ کر ہر ایک چیز نمک ہی ہو جاتی ہے ایسا ہی یہ تمام حالتیں اخلاقی ہی ہو جاتی ہیں۔‘‘ (فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں، کھانے پینے کی باتیں ہیں، بنیادی اخلاق ہیں، کھانوں میں balance سے کھانا ہے، یہ چیزیں اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کو سامنے رکھتے ہوئے کی جائیں، شریعت کی ہدایت کے مطابق کی جائیں تو ان سے تمہارے اخلاق بھی اچھے ہوں گے اور فرمایا کہ پھر یہ تمام حالتیں اخلاقی ہو جاتی ہیں اور روحانیت پر نہایت گہرا اثر کرتی ہیں۔) ’’اسی واسطے قرآن شریف نے تمام عبادات اور اندرونی پاکیزگی کے اغراض اور خشوع و خضوع کے مقاصد میں جسمانی طہارتوں اور جسمانی آداب اور جسمانی تعدیل کو بہت ملحوظ رکھا ہے۔‘‘ (ظاہری پاکیزگی بھی ضروری ہے۔ آداب بھی ضروری ہیں۔ اپنے آپ کو صحیح رکھنا بھی ضروری ہے۔ تب ہی انسان متوازن ہوسکتا ہے۔) آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اور غور کرنے کے وقت یہی فلاسفی نہایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جسمانی اعضاء کا روح پر بہت قوی اثر ہے جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے طبعی افعال گو بظاہر جسمانی ہیں مگر ہماری روحانی حالتوں پر ضرور ان کا اثر ہے۔ مثلاً جب ہماری آنکھیں رونا شروع کر دیں اور گو تکلّف سے ہی روئیں مگر فی الفور ان آنسوؤں کا ایک شعلہ اٹھ کر دل پر جا پڑتا ہے۔‘‘ (فوراً دل بھی افسردہ ہو جاتا ہے۔) ’’تب دل بھی آنکھوں کی پیروی کر کے غمگین ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی جب ہم تکلف سے ہنسنا شروع کریں تو دل میں بھی ایک انبساط پیدا ہو جاتا ہے‘‘، (ایک خوشی محسوس ہوتی ہے۔) فرمایا کہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ جسمانی سجدہ بھی روح میں خشوع اور خضوع کی حالت پیدا کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ جسمانی سجدہ کرو تو اس سجدے کی حالت میں بھی ایک عاجزی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے مقابل پر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جب ہم گردن کو اونچی اور چھاتی کو ابھار کر چلیں تو یہ وضع رفتار ہم میں ایک قسم کا تکبر اور خود بینی پیدا کرتی ہے تو فرماتے ہیں کہ ان نمونوں سے

پورے انکشاف کے ساتھ کھل جاتا ہے کہ بے شک جسمانی اوضاع کا روحانی حالتوں پر اثر ہے۔
(ماخوذ از اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 319-320)

انسان کی روحانی حالت بہتر کرنے کے لیے پھر آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ ظاہری خوراک بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لیے متوازن غذا کھانی چاہیے۔ نہ ہی صرف گوشت خور ہو جاؤ نہ ہی صرف یہ فیصلہ کر لو کہ ہم نے سبزیوں کے علاوہ کچھ نہیں کھانا۔ اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں انسان کے لیے پیدا کی ہیں انہیں کھانے کی اجازت ہے جو حلال ہیں، طیب ہیں اس میں توازن اور اسراف نہ ہو تو یہ انسان کی روحانی اور اخلاقی حالت پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔ **متوازن غذا سے انسان کے اخلاق بھی متوازن رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بھی توجہ رہتی ہے۔** آپؑ نے فرمایا کہ یہ اسلام کی ہی خوبصورتی ہے کہ ہر معاملے میں رہنمائی کرتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ کا ان لوگوں پر اور تمام دنیا پر احسان تھا کہ حفظانِ صحت کے قواعد مقرر فرمائے۔ یہاں تک کہ یہ بھی فرما دیا کہ کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا۔ یعنی بے شک کھاؤ اور پیو مگر کھانے میں بھی بے جا طور پر کوئی زیادت کیفیت یا کمیت کی مت کرو۔ (ماخوذ از ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 332)

کیونکہ اس سے بھی توازن خراب ہوتا ہے اور اس کا اثر پھر روحانی حالتوں پر بھی پڑتا ہے۔ پس **ایک حقیقی عابد جو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہو کر عبادت کرتا ہے وہ نہ صرف اپنی روحانی حالت بہتر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھتا ہے بلکہ اپنی جسمانی حالت بھی ٹھیک کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استعمال بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے۔** دنیا کی چیزیں، آرام و آسائش اور کھانا پینا اس کا مقصود نہیں ہوتا بلکہ جتنی زندگی ہے وہ اس میں دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس زندگی کو گزارنے کی کوشش کرتا ہے اور یہی اس کا مقصود ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی ایک مؤمن توجہ رکھتا ہے۔ اسلام ہی ہے جو جہاں انسان کو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا **اس مرکز کے بننے پر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا حق ادا کرنے کے لیے ہمیں جہاں اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بلند کرنے کی ضرورت ہے وہاں اخلاقی معیاروں کو بھی بلند کرنے کی ضرورت ہے** اور خاص طور پر ان نئے حالات میں جب غیر لوگوں کی، ہمسایوں کی، علاقے میں رہنے والوں کی ہم پر ایک نئے زاویے سے نظر ہو گی ہمیں بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم کے زاویے اپنے قول اور فعل سے، اپنے عمل سے دکھانے کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہو گی۔ اگر ہم اس چیز کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگیاں گزاریں گے تو یہی تبلیغ کا ایک بہت بڑا ذریعہ بن جائے گی اور یہی ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بناتے ہوئے اس کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بنائے گی۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی ضروری ہے کہ بعض لوگ اپنے ہمسایوں اور باہر ملنے والے لوگوں کے ساتھ تو بڑے اچھے ہوتے ہیں لیکن اپنے گھر میں بیوی کے ساتھ یا بچوں کے ساتھ ان کے رویّے اچھے نہیں ہوتے۔ یہ ان کے ذاتی فعل نہیں ہیں۔ اس لحاظ سے تو ذاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی زیادتیوں کی پکڑ ان سے ہی کرے گا لیکن یہ باتیں جماعتی اکائی اور سکون پر بھی اثر ڈالتی ہیں۔ گھروں کی جو بے سکونی ہے بچوں پر اثر انداز ہوتی ہے اور بچے مستقبل میں جماعت کا بہترین حصہ بننے کی بجائے جماعت سے دور اور دین سے دور جانے والے بن جاتے ہیں اور اسلام کو پھیلانے کے لیے اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنی اگلی نسلوں کو بھی سنبھالا جائے اور اگر ایسے عمل ہوں گے تو اپنی نسلیں بگڑ جائیں گی۔ پس اس کے لیے بھی ہمیں کوشش کرنی ہو گی۔ اس لحاظ سے یہ جماعتی چیز ہے کیونکہ وہ بچے دیکھتے ہیں کہ میرا باپ بظاہر تو بڑا دین دار ہے اور جماعت میں بڑا اچھا سمجھا جاتا ہے لیکن گھر میں اس کا رویہ بالکل مختلف ہے اور یہ ردّ عمل پھر اگلی نسل کو برباد کر دیتا ہے۔ پھر گھر کے جھگڑوں سے بیوی کے گھر والوں اور خاوند کے گھر والوں میں رنجشیں بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں تو معاشرے کا امن بھی برباد ہوتا ہے۔ پس ایسے گھر جو ہیں جہاں اس قسم کی باتیں پیدا ہو رہی ہیں وہ اپنے گھروں کے امن و سکون کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کریں بلکہ یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے یہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت کے ساتھ جوڑ کر جو فضل اور احسان کیا ہے اس کے شکرانے کے طور پر ہم اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرتے ہوئے، اس کے احکام پر چلتے ہوئے ڈھالنے کی کوشش کریں گے۔ اسی طرح جن عورتوں میں ذرا ذرا سی بات پر غصے کا پہلو غالب آ جاتا ہے انہیں بھی اپنے بچوں کی تربیت کے لیے اپنی حالتوں میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ **اس رمضان کو اس لحاظ سے بھی ممتاز بنا لیں کہ اپنے گھروں کو بھی اس مہینے کی برکتوں سے ہم نے سنوارنا ہے۔** رمضان میں مسجدوں کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے تو تقویٰ جو مسجدوں کی اصل زینت ہے اس میں ہم نے بڑھنا ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے ریا کاری اور تکبر اور رعونت وغیرہ سے بچنا ہے۔ جتنے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہم پر ہو رہے ہیں اتنا زیادہ ہمیں ان باتوں کو سوچنا چاہیے کہ ہم ہر معاملے میں خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں کو تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ ان نمازیوں میں سے نہ بنیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ناراض ہو کر ان کی نمازوں کو ان کی ہلاکت کا موجب بنایا ہے بلکہ ان لوگوں میں ہمارا شمار ہو جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہیں، اس کے انعاموں کے وارث ہیں۔

یہ مرکز جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے اس کی اصل غرض تو دین کی ضروریات کے لیے استعمال کرنا ہے لیکن دنیا داری کے لحاظ سے بھی یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے جو اس انعام سے اس نے ہمیں نوازا ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہم اپنی کوشش سے اس کو حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ گویا اس مرکز کے ذریعے سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے دینی اور دنیاوی دونوں انعامات سے نوازا ہے۔ پس ہر پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کرنی چاہیے۔ ایک دنیا دار جب اس سارے منصوبے کو دیکھتا ہے تو وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور جب اسے پتا چلتا ہے کہ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممکن ہوا ہے ورنہ ہم ایک چھوٹی سی جماعت ہیں جن کے دنیاوی وسائل بالکل محدود ہیں اور افرادِ جماعت کی قربانیوں سے یہ سب کچھ ہوتا ہے تو وہ مزید حیران ہوتے ہیں اور ان لوگوں کو پھر یہ احساس ہوتا ہے کہ آج بھی وہ زندہ خدا ہے جو جن کی مدد کرنا چاہتا ہے وہ کرتا ہے، جن کو نوازنا چاہتا ہے ان کو نوازتا ہے۔ پس بظاہر ایک دنیا دار جو ہے اس کے اوپر اس ذریعہ سے بھی ہماری تعلیم کا اثر ہوتا ہے اور وہ اس لحاظ سے زیرِ تبلیغ ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے وجود کو دکھانے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے قول و فعل ایسے ہوں جو دوسروں کو متاثر کریں۔ پس جس زاویہ سے بھی ہم لیں ہمارے سر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے چلے جاتے ہیں اور جھکنے چاہئیں کہ اس نے ہمیں اپنے فضل سے ایک بستی آباد کرنے کی توفیق دی گو یہ ایک محلے کے برابر کی آبادی ہے بلکہ اس سے بھی چھوٹی ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا اس کی اہمیت مرکز ہونے کے لحاظ سے اہم ہے۔ **دنیا کے اس خطے میں اللہ تعالیٰ نے مرکز کی توفیق دی جو توحید سے خالی ہے بلکہ شرک سے بھرا ہوا ہے کہ یہاں سے ایک نئے عزم کے ساتھ توحید کو پھیلانے کا کام کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے مشن کو پورا کرو اور پھر وہ دن بھی آئے جب بستیوں کی بستیاں اور شہروں کے شہر اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے والے ہوں** اور آج جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو منہ میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں، بک دیتے ہیں اس کے بجائے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آنے میں فخر محسوس کرنے والے ہوں اور آپؐ پر درود بھیجنے والے ہوں۔ پس یہ ہماری ذمہ داری ہے، اور صرف اسلام آباد میں رہنے والوں کی نہیں، ارد گرد آ کر یہاں آباد ہونے والوں کی نہیں ہے بلکہ اس ملک میں رہنے والے ہر احمدی اور دنیا کے رہنے والے ہر احمدی کی ہے کہ وہ یہ کوشش کرے، یہ راستے تلاش کرے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی توحید کے جھنڈے کو کس طرح لہرانا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے دنیا کو کس طرح لانا ہے۔ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پورا کرنا ہے۔ کس طرح خلیفۂ وقت کے منصوبوں کی تکمیل کے لیے اس کا ہاتھ بٹانا ہے۔ دعاؤں سے، عمل سے کس طرح خلیفہ وقت کی مدد کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کے مہینے میں اس مسجد کے افتتاح کی توفیق دے رہا ہے۔ پہلے خلفاء کا تو مجھے علم نہیں لیکن میرے وقت میں یہ پہلا موقع ہے کہ رمضان کے مہینے میں مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے۔ پس اس برکتوں والے مہینے اور دعاؤں کی قبولیت والے مہینے سے صحیح استفادہ کرتے ہوئے **احمدیت کی ترقی اور دنیا کے اس خطے میں مرکز کی تعمیر کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے دعا کریں اور بہت دعا کریں کہ اس مرکز میں بھی وسعت پیدا ہوتی چلی جائے۔ اس کے ارد گرد احمدی آبادی بھی پھیلتی چلی جائے۔ ہم لوگوں کے اسلام کی آغوش میں آنے کا نظارہ دیکھیں۔ تمام مخالفین کے منصوبوں کو پارہ پارہ ہوتے ہم دیکھیں۔ ربوہ جانے کے راستے بھی کھلیں اور قادیان جو مسیح کی تخت گاہ ہے وہاں واپسی کے راستے بھی کھلیں اور مکہ اور مدینہ جانے کے لیے راستے بھی ہمارے لیے کھلیں کہ وہ ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بستیاں ہیں اور اسلام کے دائمی مرکز ہیں** اور اسلام کا اصل پیغام ان لوگوں کو بھی پہنچے، اور وہ قبول کرنے والے بھی ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی تصدیق کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ جہالت کی وجہ سے تعصب رکھنے والوں کی آنکھیں بھی کھولے اور جو صرف شرارت کے لیے اور اپنے مقصد کے لیے عامۃ المسلمین کے دلوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کی جماعت کے خلاف تعصب سے بھر رہے ہیں ان کی پکڑ کے بھی اللہ تعالیٰ سامان کرے اور مسلمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر جمع ہو کر امتِ واحدہ بن کر اسلام کی حقیقی تعلیم کا عملی نمونہ بننے والے ہوں اور جلد سے جلد غیر مسلم دنیا بھی اسلام کے جھنڈے تلے آئے۔

اس مسجد اور اس تمام تعمیراتی منصوبے کے بارے میں بھی کچھ تھوڑا سا بتا دوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ

جومسجد ہے اس کا نمازیوں کی گنجائش کا جو ایریا ہے یہ تقریباً 314 مربع میٹر ہے یعنی 500 کے قریب نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح ہال ہے جس میں 1200 کے قریب ایک جگہ اور 110 کے قریب ایک جگہ لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ پھر ہال کے آگے اس کی انٹرنس پہ ایک کھلا، چھتا ہوا ایریا بھی ہے وہاں بھی تقریباً 300 آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں تو اس لحاظ سے یہاں جو گنجائش ہوگئی وہ تقریباً 1200 اور 300=1500۔ کُل دو ہزار سے اوپر کی گنجائش ہوگئی۔ اسی طرح جو میں نے بتایا کہ گھر بن گئے ہیں، دفاتر بن گئے ہیں، آفس کے بلاکس تو تین ہیں لیکن اس میں تقریباً پانچ دفاتر بن گئے ہیں۔ امید ہے کہ ایم۔ٹی۔اے کے سٹوڈیو وغیرہ کے لیے بھی وہاں جگہ میسر آجائے گی وہ بھی بن جائیں گے۔ پھر ساری سہولیات غسل خانوں وغیرہ کی بھی میسر ہیں۔ پھر یہ ہے کہ سولر انرجی کے پینل بھی ہر جگہ لگے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ موجودہ زمانے کی جو تمام سہولیات ہیں وہ میسر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ منصوبہ ایسا ہے کہ باوجود بہت بڑا ہونے کے اس کے لیے کوئی علیحدہ سے مالی تحریک نہیں کی گئی اور جہاں تک میرا علم ہے یہ پہلا منصوبہ ہے جو بغیر کسی علیحدہ تحریک کے اپنی تکمیل کو پہنچا ہے اور مسجد کا جو یہ ڈیزائن ہے بعضوں کو اچھا لگتا ہے بعضوں کو نہیں لیکن بہرحال ماہرین کے نزدیک یہ ہے کہ اس میں ڈیزائن ایسا ہے کہ بجلی کی بھی بچت ہے اور انرجی کی بھی بچت ہے اور اس کے علاوہ جو تعمیر ہے وہ بھی ماہرین کے نزدیک عام تعمیر کی نسبت سستی ہے اور مسجد کے اندر جو کیلی گرافی کی گئی ہے یہ اتنی زیادہ کیلی گرافی پہلے ہماری مساجد میں نہیں تھی لیکن کیونکہ اس مسجد کا ڈیزائن ایسا تھا اس لیے میں نے ان کو کہا کہ کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور نام جو ہیں وہاں لکھے جائیں کوئی حرج نہیں ہے اس کے لیے رضوان بیگ صاحب جو جلسے کے دنوں میں قرآن پراجیکٹ بھی کرتے ہیں انہوں نے بڑی مدد کی۔ انہوں نے لکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے اور ساتھ ان کے ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر عامر سفیر نے بھی بڑی مدد کی ہے۔ پھر دو ہمارے مربی تھے ایک کینیڈا سے اس سال پاس ہوئے۔ اب آئے ہوئے تھے باسل بٹ وہ اور موسیٰ ستار اور مصور دین انہوں نے ایک ایک لفظ کو، حرف کو (لفظ کو نہیں حرف کو) لے کے جوڑ کے اور سپیشل گلو سے پھر لگایا ہے۔ بڑی محنت کا کام تھا جو ان سب نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔ اسی طرح آڈیو اور وڈیو جو ہے اس کے لیے یو۔کے کی جو ٹیم ہے اور ہماری ایم۔ٹی۔اے کی ٹیم انہوں نے بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے۔ تعمیر کا جو منصوبہ تھا اس میں ایک مرکزی کمیٹی بنائی گئی تھی جو وقتاً فوقتاً جائزہ لیتی رہی اور مستقل نگرانی کرنے والے بھی دو شامل کیے تھے۔ ان میں ایک تو وقفِ عارضی کے ادریس صاحب تھے اور ایک مستقل وقفِ نو انجنیئر ہیں۔ ہمارے واقفِ زندگی فاتح انہوں نے مستقل نگرانی بھی رکھی ہے۔ بعض کمیاں خامیاں ہوتی ہیں لیکن بہرحال عمومی طور پر نگرانی کی گئی اور ابھی تک کام کروا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کمیٹی کے ممبر جو یہاں آ کے والنٹیئر کرتے رہے اور اپنا وقت دیتے رہے اور ممبر بھی تھے وہ چوہدری ظہیر صاحب ہیں انہوں نے بڑا اچھا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے۔ ذاتی دلچسپی لے کے اپنے تجربے سے انہوں نے بہت سارے کام ٹھیک کروائے۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ اس منصوبے کے لیے کوئی تحریک نہیں کی گئی اور یہ بہت بڑا منصوبہ تھا۔ اس کے ساتھ دوسرے ممالک میں بھی خاص طور پر قادیان میں بھی اور مالی میں بھی اور تنزانیہ وغیرہ میں بھی بڑے منصوبے چل رہے تھے۔ بعض دفعہ مجھے فکر ہوتی تھی کہ کہیں کوئی منصوبہ کچھ دیر کے لیے روکنا نہ پڑے لیکن اللہ تعالیٰ پھر اپنا فضل فرما دیتا تھا اور تمام منصوبے مکمل ہوتے چلے گئے۔ تنزانیہ میں بھی ایک ملٹی سٹوری بلڈنگ بنائی گئی ہے جس میں بہت سارے آفس اور دوسری چیزیں ہیں۔ نئی مسجد بنی ہے۔ ایک پورا کمپلکس بنایا گیا ہے۔ مالی میں بھی بہت بڑی مسجد بنائی ہے۔ دوسری عمارات بنی ہیں۔ ایک بڑا اچھا اور مکمل کمپلکس ہے۔ جو بھی وہاں دیکھتا ہے بڑی تعریف کرتا ہے۔ مالی میں تو لوگ اب یہ باتیں کرتے ہیں کہ اتنی بڑی مسجد اور دوسری عمارتیں جو بنائی گئی ہیں تو یہ لگتا ہے کہ کوئی بہت بڑی امیر جماعت ہے۔ دنیاوی لحاظ سے تو ہم امیر نہیں ہیں لیکن **ہماری اصل امارت جو ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں امیر بنایا ہے۔** پس جب تک ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو مانگتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے فضل نازل فرماتا چلا جائے گا۔ اس کے حق ادا کرتے چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فضل نازل فرماتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

گذشتہ دنوں امریکہ سے ایک ڈاکٹر صاحب وقف عارضی پہ مالی گئے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں ایئرپورٹ سے جا رہا تھا تو میں نے دور سے ایک بڑی خوبصورت مسجد دیکھی اور ایک بہت بڑی بلڈنگ دیکھی تو میں نے اپنے ڈرائیور سے پوچھا یہ کس کی مسجد ہے؟ کسی نے بہت خوبصورت بنائی ہوئی ہے۔ تو انہوں نے کہا یہ احمدیوں کی مسجد ہے اور یہیں تو آپ جا رہے ہیں۔ تو ہر دیکھنے والا اس کی تعریف کرتا ہے۔ بہت بڑا منصوبہ تھا جو اللہ کے فضل سے مکمل ہوا اور وہاں یہ پلاننگ وغیرہ یہاں سے احمدیہ آرکیٹکٹ انجنیئرز ایسوسی ایشن نے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے انہوں نے یہ کام کیا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ فضل فرماتا رہے اور آئندہ بھی جو منصوبے چل رہے ہیں وہ بھی تکمیل کو پہنچیں اور اللہ تعالیٰ مزید منصوبے مکمل کرنے کی توفیق بھی دیتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر جماعت کو جو مالی قربانی کی توفیق دی ہے اسی قربانی سے یہ تمام منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچے ہیں اور پہنچ رہے ہیں اور آئندہ بھی پہنچیں گے ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ تمام افرادِ جماعت کی مالی استطاعت کو بھی بڑھاتا چلا جائے اور ان کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے۔ اس لحاظ سے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ منصوبے کسی خاص تحریک کے بغیر ہیں اور کیونکہ جماعت کے عمومی بجٹ میں سے بھی ہیں اس لیے **تمام دنیا کی جماعتیں اس میں شامل ہیں اور کوئی تخصیص نہیں کہ کس نے زیادہ دیا کس نے کم دیا۔** اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے اور ان کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرماتا چلا جائے۔

☆…☆…☆

’شعبہ خبرنامہ‘، ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات

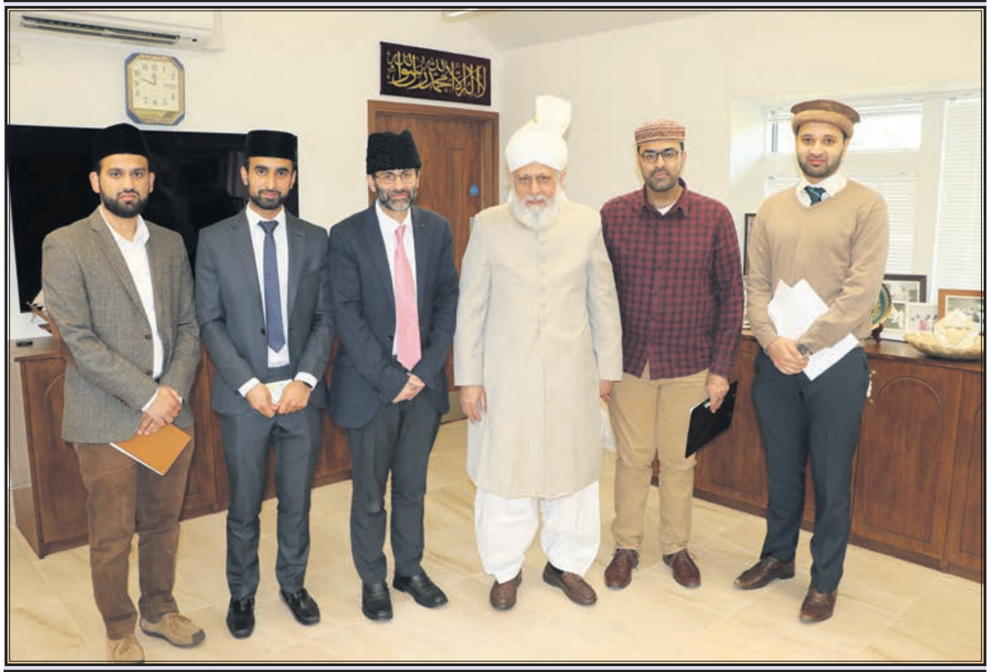

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت معیت میں مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کی نیوز ٹیم

مسلم ٹیلی وژن احمدیہ انٹرنیشنل کے شعبہ خبرنامہ (NEWS) کے ٹیم ممبران نے مورخہ 27/ مئی 2019ء بروز سوموار حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ اس ملاقات کا مقصد مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کی خبروں کو بہتر بنانے کے لیے حضورِ انور ایدہ اللہ سے ہدایات و رہنمائی حاصل کرنا تھا۔

حضورِ انور نے ممبرانِ ٹیم کو خبریں دلچسپ اور بہتر بنانے کے لیے مفید ہدایات سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ ہماری خبریں صرف مغربی ممالک کے حالات پر مشتمل نہیں ہونی چاہئیں بلکہ حقیقی طَور پر تمام دنیا کے حالات کی عکاسی کرنے والی ہوں جیسے کہ ہماری جماعت ایک بین الاقوامی جماعت ہے اور دنیا کے ہر خطے میں اس کا نفوذ ہو چکا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ایم ٹی اے کو ایسے دستاویزی پروگرام تیار کرنے چاہئیں جن سے جماعت کی تاریخ محفوظ ہو اور نوجوان نسل کو بھی تاریخ کے بارے میں آگاہی حاصل ہو۔ یہ پروگرام اس قدر اچھے انداز میں تیار ہونے چاہئیں کہ نوجوان انہیں دلچسپی کے ساتھ دیکھیں اور اپنے علم میں اضافہ کریں۔ (رپورٹ: عابد وحید خان۔ ڈائریکٹر ایم ٹی اے نیوز)

بقیہ: حضورِ انور ایدہ اللہ کی مصروفیات......از صفحہ 1

دفتری ملاقاتوں کے علاوہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی ڈاک ٹیم برائے جرمن اور ڈاک ٹیم برائے انگریزی نے حضورِ انور ایدہ اللہ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقات حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس ہفتہ کے دوران حضورِ انور نے چار روز دفتری جبکہ چھ روز ذاتی ملاقاتیں فرمائیں۔ متعدد افسرانِ صیغہ جات، اور دیگر احباب نے حضورِ انور سے اپنی دفتری ملاقاتوں میں ہدایات اور رہنمائی حاصل کی۔

اس عرصہ کے دوران 66/ فیملیز اور 37/ احباب نے انفرادی طور پر حضورِ انور سے شرفِ ملاقات کی سعادت پائی۔ اپنے آقا سے ملاقات کے لئے حاضر ہونے والے ان احبابِ جماعت کا تعلق 10/ ممالک سے تھا جن میں امریکہ، کینیڈا، جرمنی، ڈنمارک، ہالینڈ، آسٹریلیا، کبابیر، فرانس، پاکستان اور یوکے شامل ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ
وَکُنْ مَعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا

تلاشِ گہر

درّثمین اردو کی پہلی نظم

نصرتِ الٰہی

(حافظ نعمان احمد خان۔ استاد جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا سارا کلام نظم و نثر آفاقی ہے۔ ہر زمانے اور خطےّ کے لیے آپؑ کے فرمودات زندگی بخش پیغام لیے ہوئے ہیں۔ حضورؑ کے اردو منظوم کلام کا یہ مطالعہ، ان نظموں پر غور کرنے کی ایک کوشش ہے۔

درِّثمین میں شامل پہلی نظم ''نصرتِ الٰہی'' سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تصنیفِ لطیف ''براہینِ احمدیہ'' حصّہ دوّم، مطبوعہ 1880ء سے ماخوذ ہے۔ چار اشعار کی اس مختصر نظم کی بحر، ہزج مثمن سالم ہے۔

براہینِ احمدیہ حصّہ دوّم میں اس نظم سے پیشتر حضورؑ آریہ سماج کے اس غلط عقیدے کی نفی فرماتے ہیں کہ سچی رسالت اور پیغمبری صرف برہمنوں کی وراثت اور انہی کے بزرگوں کی جاگیر ہے۔ یہ عقیدہ خدا کے اُن مقبول بندوں پر بدظنی ہے کہ جنہوں نے آفتاب کی طرح ظہور کیا اور اُس اندھیرے کو دُور کیا جو دنیا پر چھا رہا تھا۔ حضرت موسیٰؑ، حضرت مسیحؑ اور آنحضرت ﷺ کو مفتری ٹھہرانا، اُن کے ادوارِ مبارک کو قسمت یا اتفاق پر محمول کرنا، بے وقوفی ہے۔ اِن پاک ہستیوں کو جو کامیابیاں ملیں وہ تائیدِ الٰہی کے بڑے نمونے ہیں۔

اس کے بعد حضورؑ نے پنڈت دیانند صاحب کی نسبت فرمایا کہ پنڈت صاحب توریت، انجیل اور قرآن شریف کی نسبت سخت زبان استعمال کرتے ہیں۔ وید کے علاوہ باقی تمام کتبِ سماویہ کو اپنی بے علمی، تعصّب اور فطری کجی کے سبب کھوٹا سونا قرار دیتے ہیں۔ براہینِ احمدیہ کے ذریعے حضورؑ نے قرآن شریف کی حقیت و افضلیت اور اصولِ وید کے بطلان پر صدہا دلائل پیش کیے۔ حضورؑ فرماتے ہیں: '' اگر پنڈت صاحب کا کچھ مادّہ ہی ایسا ہے کہ وہ ناحق خدا کے مقدس رسولوں کی توہین کرکے خوش ہوتے ہیں اور کچھ خُو ہی ایسی ہے کہ سنبھلی نہیں جاتی تو اس سے بھی وہ خدا کے پاک لوگوں کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ پہلے اس سے نبیوں کے دشمنوں نے اُن روشن چراغوں کے بجھانے کے لیے کیا کیا نہ کیا۔ اور کون سی تدبیر ہے جو عمل میں نہ لائے۔ لیکن چونکہ وہ راستی اور صداقت کے درخت تھے۔ اس لیے وہ غیبی مدد سے دمبدم نشوونما پکڑتے گئے''

(براہینِ احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 105)

چار اشعار کی اس مختصر نظم کا پہلا شعر تمہیدی ہے۔ اگلے دو اشعار میں حضورؑ نے عناصرِ اربعہ یعنی آگ، ہوا، مٹی اور پانی کے ذریعے مخالفینِ حق پر آنے والی تباہیوں کا نقشہ کھینچا ہے۔ قرآن کریم گواہی دیتا ہے کہ خدا کی نصرت کے یہ نظارے، گذشتہ اقوام مشاہدہ کرتی رہی ہیں۔ چوتھا یعنی آخری شعر نتیجہ لیے ہوئے ہے:

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

خدا کے پاک لوگوں کی نصرت کے یہ نشانات حضورؑ کے لیے بھی عجیب شان سے پورے ہو رہے ہیں۔ حقیقة الوحی میں حضورؑ فرماتے ہیں:

''میری تائید میں خدا تعالیٰ کے نشانوں کا ایک دریا بہہ رہا ہے جس سے یہ لوگ بے خبر نہیں ہیں اور کوئی مہینہ شاذو نادر ایسا گذرتا ہو گا کہ جس میں کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔ ان نشانوں پر کوئی نظر نہیں ڈالتا۔ نہیں دیکھتے کہ خدا کیا کہہ رہا ہے... خدا عناصرِ اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کرے گا اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائے گا جو قیامت کا نمونہ ہے تب ہر قوم میں ماتم پڑے گا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا یہی معنی خدا کے اس الہام کے ہیں کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ پچیس برس کا الہام ہے جو براہینِ احمدیہ میں لکھا گیا۔ اور ان دنوں میں پورا ہو گا۔ جس کے کان سننے کے ہیں وہ سنے۔''

(حقیقة الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 199-200)

اردو لغت (تاریخی اُصول پر) کی روشنی میں چند محاورات و الفاظ کے تلفظ و معنی ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

نظم کے پہلے شعر میں ''عالَم دکھانا'' محاورہ استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی بہار، رونق یا جوبن دکھانے کے ہیں۔ اسی طرح تماشا دکھانا، کیفیت ظاہر کرنے کے لیے بھی ''عالَم دکھانے'' کا محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

یا تو بن بن اپنا عالَم ہم کو دکھلاتے تھے تم
یا بگڑ کر اور ہی عالَم دکھایا آپ نے

جرأتؔ کے اس شعر میں یہ محاورہ مصیبت میں ڈالنے یا آفت سے دوچار کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

آخری شعر میں ''پیش جانا'' محاورہ ہے۔ جس کے معنی قابو چلنا، کارگر یا مؤثر ہونے کے ہیں۔ غالبؔ کے ایک خط کا جملہ ہے ''لغت اور محاورے اور اصطلاح میں قیاس پیش نہیں جاتا۔'' اس محاورے کے ایک معنی سبقت لے جانے، آگے نکل جانے کے بھی لکھے ہیں۔

آخری شعر میں لفظ ''غَرَض'' بروزن مَرَض ہے۔ اس لفظ کو غَرْض بروزن فَرْض پڑھا جاتا ہے جو غلَط ہے۔ اس کے معنی خلاصۂ کلام، حاصلِ کلام، قصّہ مختصر کے ہیں۔ میرؔ کا مطلع ہے:

تجھ سے ہر آن مرے پاس کا آنا ہی گیا
کیا گلہ کیجے غرض اب وہ زمانہ ہی گیا

☆...☆...☆

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 28 اپریل 2019ء بروز اتوار مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ نبا غوری کا ہے جو مبرور خان غوری صاحب کی بیٹی ہیں یہ نکاح عزیزم سید محمد ابراہیم ابن سید سجاد احمد صاحب (جاپان) کے ساتھ چار ہزار پانچ سو امریکی ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔ سید ابراہیم اس سال جامعہ احمدیہ کینیڈا سے مربی بن کے فارغ ہوئے ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ نائلہ خان کا ہے جو منصور احمد ندیم خان صاحب (یوکے) کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم ارسلان شمسی (واقف نو) ابن لیاقت شمسی صاحب (یوکے) کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا، ان تمام رشتوں کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کروائی اور دونوں نکاحوں کے فریقین کو مبارکباد دیتے ہوئے انہیں شرف مصافحہ بھی عطا فرمایا۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

نمازِ جنازہ حاضرو غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ مورخہ 26/دسمبر 2018ء کو نماز ظہر و عصر سے قبل حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب بھلّی (آف پسرور، سیالکوٹ۔ حال مانچسٹر، یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب بھلّی (آف پسرور، سیالکوٹ۔ حال مانچسٹر، یوکے)

23 دسمبر 2018ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم اپنی اہلیہ کے ساتھ حال ہی میں یوکے آئے تھے۔ آپ کو 2008ء سے 2016ء تک بطور صدر جماعت پسرور اور 40 سال تک زعیم انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1- مکرم رانا محمد اکمل صاحب ابن مکرم چوہدری عبد اللطیف خان صاحب (نیل کوٹ۔ ملتان)

21 اگست 2018ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نمازوں اور چندوں کے پابند، مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ حافظہ بہت اچھا تھا۔ درثمین (اردو، فارسی)، کلام محمود اور مثنوی سعدی کے بہت سے اشعار زبانی یاد تھے۔ جماعتی کاموں کی انجام دہی میں ہمیشہ تعاون کیا کرتے تھے۔ بڑے مہمان نواز اور جذبہ ایثار سے سرشار وجود تھے۔

2- مکرم عطاء اللہ صاحب ابن مکرم عبد الرحمٰن صاحب (خانہ میانوالی ضلع نارووال)

106 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، بہت جرأت مند اور دلیر انسان تھے۔ قیام پاکستان کے وقت احمدیوں کی حفاظت کا فریضہ نہایت بہادری سے ادا کیا۔ خلافت سے محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ واقفین زندگی کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ مالی قربانی کا بھی بڑا جذبہ تھا اور صدقہ وخیرات میں ہاتھ بہت کشادہ تھا۔ مختلف جماعتی خدمات بجالاتے رہے۔ مقامی قبرستان کے لئے اپنی زمین پیش کرنے کی بھی توفیق پائی۔

3- مکرم منیر احمد خلیل حسنی صاحب ابن مکرم ڈاکٹر خلیل احمد حسنی صاحب (121 ج ب گوکھووال ضلع فیصل آباد)

21 اکتوبر 2018ء کو 51 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے مقامی جماعت میں مختلف عہدوں پر جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ نماز باجماعت کے پابند، دعا گو، باقاعدگی سے تلاوت کرنے والے، مہمان نواز، غریب پرور، بااخلاق اور شریف النفس انسان تھے۔ خلافت سے انتہائی عقیدت کا تعلق تھا۔

4- مکرم ذوالقرنین بٹ صاحب (جرمنی)

22 ستمبر 2018ء کو ایک حادثے میں 44 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ کاروباری مصروفیات کے باوجود جمعہ اور جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں پہلی شادی سے دو بیٹیاں ہیں جو اپنی ایرانی نژاد ماں کے ساتھ رہتی ہیں۔ جبکہ دوسری شادی سے اہلیہ اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

5- مکرم منور احمد بھٹہ صاحب ابن مکرم خوشی محمد صاحب (حافظ آباد شہر)

17 دسمبر 2018ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے مختلف حیثیت سے جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ بہت اچھے داعی الی اللہ تھے۔ آپ کو مختلف اضلاع میں کافی بیعتیں کروانے کی توفیق ملی۔ 2014ء میں معجزانہ شفاء پانے کے بعد اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ وفات سے چند روز قبل بھی غیر از جماعت کا ایک وفد زیارت مرکز کے لئے لے کر گئے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم شاہد منور صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آج کل جماعت دوالمیال ضلع چکوال میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

ملفوظات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(محمود احمد طلحہ۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں دوسرے اساتذہ کے فارسی کے قریباً دو اڑھائی سو اشعار نقل کیے ہیں۔ یہ عام دستور ہے کہ مصنف اور مقرر استدلال یا استشہاد کی خاطر دوسرے شعراء کے شعر اپنی تحریر یا تقریر میں لے آتے ہیں چونکہ ایسے اشعار عموماً زبان زد خلائق ہوتے ہیں یا کم از کم علماء میں رائج ہوتے ہیں اس لیے تحریر یا تقریر میں یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ کس کے شعر ہیں ۔ دوسرے شاعر کا حوالہ دینا اس صورت میں ضروری ہے جب وہ شعر اپنی نظم میں شامل کیا جائے اور وہ ہو بھی غیر مشہور لیکن اگر نظم میں شامل نہ کیا جائے بلکہ ویسے ہی کسی تحریر یا تقریر میں نقل کیا جائے تو پھر ماخذ کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں خواہ وہ شعر مشہور ہو یا نہ ہو۔ حسب دستور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں بھی ایسے اشعار کو نقل کیا ہے اُن کے ماخوذ کا حوالہ نہیں دیا ہاں بعض جگہ متعلقہ شاعر کا ذکر کر دیا ہے۔ محترم عبد الحق صاحب رامہ کی تحقیق کے مطابق آپؑ نے سب سے زیادہ یعنی (نوے سے اوپر) جس بزرگ کے اشعار استعمال فرمائے ہیں وہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ ہیں۔ ان کے بعد مولانا روم اور حافظ شیرازی کے پچیس پچیس اشعار، اسی طرح مولانا جامی کے چھے، مولانا نظام گنجوی کے پانچ، امیر خسرو کے چار، عمر خیام اور سرمد کے تین تین، عبد اللہ انصاری کے دو اور بعض شعراء کا ایک ایک شعر اپنی تقریر و تحریر میں بیان فرما کر ان کی عزّت افزائی فرمائی ہے۔ ان کے علاوہ کچھ اشعار ضرب الامثال ہیں۔

یہ بعض فارسی شعراء کی خوش نصیبی ہے کہ ان کے بعض اشعار اور مصرعے حضرت اقدسؑ کو الہام بھی ہوئے جن میں سعدی کے آٹھ اور حافظ کے تین، نظام گنجوی کے دو، ناصر علی سرہندی، عمر خیام اور امیر خسرو کا ایک ایک شعر شامل ہیں۔ اس خوش نصیبی کا سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ شاعر آپؑ کے دل پسند شاعر تھے اور آپؑ کی پسند کی پاسداری میں اللہ تعالیٰ نے مختلف پیش آمدہ حالات کے مطابق آئندہ کی خبریں دینے کی غرض سے ان کے کلام میں آپؑ سے خطاب فرمایا اور آپؑ کی دل پسندی کا لحاظ فرمایا۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت اقدسؑ نے دوسرے بزرگوں کے جو اشعار نقل کیے ہیں ان میں سے بعض کے الفاظ میں اور ان بزرگوں کی کتب کے مروجہ نسخوں میں مندرج ان اشعار کے الفاظ میں کہیں کہیں کچھ فرق ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ نقل در نقل ہوتے ہوئے ان کتب کے مختلف نسخوں میں بہت سے اختلافات پیدا ہو گئے ہیں لہٰذا ممکن ہے کہ جس نسخے میں حضرت اقدسؑ نے کوئی شعر ملاحظہ فرمایا ہو اس میں اسی طرح لکھا ہو جیسے حضرت اقدس نے نقل فرمایا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپؑ نے اس میں خود تبدیلی کر لی ہو مثلاً مثنوی مولانا روم کے ایک نسخے میں یہ شعر یوں لکھا ہے:

تَا دِلِ مَرْدِ خُدَا نَایَدْ بِدَرْد
ھِیْچ قَوْمے رَاخُدَا رُسْوَا نَکَرْد

یعنی جب تک کسی مرد خدا کے دل میں درد پیدا نہیں ہوتا خدا کسی قوم کو ذلیل نہیں کرتا۔

مصرع اول میں ’’نایَد‘‘ کا لفظ جو کہ آمدن مصدر سے مضارع نفی کا صیغہ ہے سہو کاتب ہے۔ کیونکہ دوسرے مصرع میں ’’نکرد‘‘ فعل ماضی ہے لہٰذا پہلے مصرع میں بھی ماضی ہونا چاہیے نہ کہ مضارع چنانچہ حضرت اقدسؑ نے نقل کرتے وقت ’نایَد‘ کو ’نامد‘ سے بدل لیا۔ ایسی تصحیح اہل فن کے نزدیک مستحسن ہے۔

الفضل انٹرنیشنل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی منظوم کلام جو کہ درثمین فارسی کی صورت میں موجود ہے کے علاوہ آپ علیہ السلام کی تقاریر اور تحریرات میں آمدہ فارسی مواد کو سیاق وسباق، اردو ترجمہ اور حوالہ کے ساتھ جبکہ بعض حوالوں کو مختصر وضاحت کے ساتھ پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ قارئین کی سہولت کے لیے فارسی حصوں پر اعراب بھی لگائے گئے ہیں۔ اس کام کا آغاز ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا جا رہا ہے۔ جس میں دس جلدوں پر مشتمل ملفوظات، ایڈیشن 1984 مطبوعہ برطانیہ پیشِ نظر ہے۔

انسان منافقانہ طرز نہ رکھے: ’’(انسان کو لازم ہے) منافقانہ طرز نہ رکھے۔ مثلاً اگر ایک ہندو (خواہ حاکم یا عہدیدار ہو) کہے کہ رام اور رحیم ایک ہے۔ تو ایسے موقع پر ہاں میں ہاں نہ ملائے۔ اللہ تعالیٰ تہذیب سے منع نہیں کرتا۔ مہذبانہ جواب دیوے۔ حکمت کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ایسی گفتگو کی جاوے۔ جس سے خواہ نخواہ جوش پیدا ہو اور بیہودہ جنگ ہو۔ کبھی اخفائے حق نہ کرے ہاں میں ہاں ملانے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

یارِ غالب شَو کہ تا غالب شوی

اللہ تعالیٰ کا لحاظ اور پاس رکھنا چاہیئے۔ ہمارے دین میں کوئی بات تہذیب کے خلاف نہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 6)

☆...اس گفتگو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فارسی کا یہ مصرع استعمال فرمایا ہے۔

یَارِ غَالِبْ شَوْ کِہ تَا غَالِبْ شَوِیْ

جو کہ مولانا روم کے ایک شعر کا پہلا مصرع ہے۔ مکمل شعر کچھ یوں ہے۔

یَارِ غَالِبْ شَوْ کِہ تَا غَالِبْ شَوِیْ
یَارِ مَغْلُوْبَانْ مَشَوْ ھِیْن اَیْ غَوِیْ

ترجمہ:۔ تو زبردست کا ساتھی بن تا تو بھی غالب بن جائے۔ تو شکست خوردہ لوگوں کا ساتھی نہ بن کیوں کہ یہ احمقانہ طریق ہے۔

☆...☆...☆

بقیہ: IAAAE سے حضورِ انور کا خطاب...از صفحہ 1

اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ یہ اپنے ارد گرد کی شاندار عمارتوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ عمارتیں ہماری تبلیغ کے لیے نئی راہیں کھول رہی ہیں اور ان کے ذریعہ مقامی افراد میں ہمارا تعارف بھی بڑھ رہا ہے جو ان نئی عمارتوں اور مراکز سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ وہ دیکھ سکتے ہیں کہ ہم کس طرح ان مراکز کے ذریعہ قومیت اور رنگ ونسل کے امتیاز سے بالا ہو کر انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں، کس طرح ہم مشکلوں میں گھِرے لوگوں کے معیارِ زندگی کو بہتر کرنے کے لیے کوشش کر رہے ہیں اور کس طرح ہم معاشرے کے محروم اور کمزور ترین طبقے کی مدد کے لیے ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔

یقیناً مالی اور تنزانیہ میں خدمتِ انسانیت کے کام ان حالیہ منصوبوں سے پہلے بھی جاری ہیں، تاہم ان نئی عمارتوں نے ہمیں اس قابل کیا ہے کہ ہم اپنی کوششوں کو بڑھا سکیں۔ ان سے مقامی افراد پر بہت مثبت اثر پڑا ہے اور یہ حقیقی اسلام کا پیغام پھیلانے میں ممد ثابت ہو رہی ہیں۔

IAAAE کے فلاحی کام بڑھ رہے ہیں اور ترقی کی منازل طے کر رہے ہیں جیسا کہ اب آپ اللہ کے فضل سے 20/ماڈل ویلیجز کی تعمیر مکمل کر چکے ہیں۔ الحمد للہ۔ گذشتہ سال کی جو رپورٹ مجھے ملی ہے اس کے مطابق IAAAE نے 119/نئے واٹر پمپ لگائے ہیں جن کے ذریعہ سے دور دراز علاقوں میں صاف پانی میسر آیا ہے، جبکہ مزید 200 واٹر پمپس کی مرمت کر کے انہیں بحال کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ برقی توانائی کی سہولت سے محروم علاقوں میں شمسی توانائی پیدا کرنے والے (solar) پینلز کے ذریعہ سے بجلی فراہم کرنے کے لیے بھی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ اس طرح اَور بہت سے منصوبے ہیں جن پر یہاں یوکے اور دیگر یوروپین ممالک سے جانے والے انجینئرز، آرکیٹیکٹس اور دیگر رضا کار افراد نے کام کیا ہے اور ماشاء اللہ ان کی خدمت کا جذبہ اور ان کی فنی قابلیت مثالی ہے۔

اس طرح IAAAE مختلف جہات میں اچھا کام کر رہی ہے اور آپ کی خدمات جماعت کے لیے اور وسیع معاشرے کے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہو رہی ہیں۔ IAAAE کے ممبران پیشہ وارانہ مہارت، ذمہ داری اور اخلاص سے جماعت کی اور ان لوگوں کی تکالیف دور کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں جو تنگی اور کس مپرسی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بعض رضا کار تو اخراجات کا بھی مطالبہ نہیں کرتے اور اس طرح اپنے وقت اور پیشہ وارانہ مہارت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے سفر کے اخراجات بھی خود برداشت کر رہے ہیں۔

بلاشبہ ایسے مخلصین وقف کی حقیقی روح کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ میں ان کی مخلصانہ کوششوں کو سراہتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان خدمات کی بہترین جزا دے اور ان کی کوششوں میں بے انتہا برکت ڈالے۔ میں پھر دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ IAAAE کے ان کارکنان اور رضا کاروں کو بنی نوع کی خدمت اور جماعتی خدمت میں ہمیشہ آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ کے علم، آپ کی صلاحیتوں اور قابلیتوں میں برکت ڈالے تا کہ آپ کے کام اور خدمات اعلیٰ سے اعلیٰ معیار حاصل کرتے چلے جائیں۔

میں آپ کی توجہ ایک بہت ضروری امر کی طرف بھی مبذول کروانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ سے سچا اور دائمی تعلق قائم کرنے کی خاص کوشش کریں، اس کے شکر گزار رہیں اور ہر وقت اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے کی کوشش میں لگے رہیں۔ آپ کی توجہ کا مرکز صرف وہ ظاہری کام ہی نہ ہوں جو آپ کر رہے ہیں بلکہ اصل توجہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق قائم کرنے پر مرکوز رہے اور یہی ہمیشہ آپ کا حقیقی مقصد ہو۔ اگر آپ حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے گا اور آپ اپنی محنت کے بہترین پھل پانے والے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے قرب میں بڑھاتا چلا جائے اور خدمتِ انسانیت کے لیے بہترین انداز میں اپنی کوششوں کو بڑھانے کی توفیق دے۔ اللہ کرے کہ آپ جماعت کے لیے مفید وجود بنیں اور ایک بڑی تعداد میں نوجوان آگے آئیں اور اپنے پیش رووں کے نقشِ قدم پر چلیں جو کئی سال سے خدمت کر رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ وہ اپنے پیش رووں کے اچھے نمونوں سے سبق حاصل کریں اور پھر ان سے بڑھ کر جذبہ، ہمت اور صلاحیت کے ساتھ خدمت کریں تا کہ IAAAE کا کام ترقی کرتا چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ IAAAE کے کاموں میں برکت ڈالے اور اللہ آپ سب کو اپنی مخلصانہ کوششوں کی جزا دے۔ جزاکم اللہ۔ آمین۔

(ترجمہ: ٹیم تراجم ادارہ الفضل انٹرنیشنل)

☆...☆...☆

عید الفطر کے مسائل

(رحمت اللہ بندیشہ ۔ استاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

قرآن کریم میں لفظ عید کا تذکرہ

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ o قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ: عیسیٰ ابنِ مریم نے کہا اے اللہ ہمارے ربّ! ہم پر آسمان سے (نعمتوں کا) دسترخوان اُتار جو ہمارے اوّلین اور ہمارے آخرین کے لیے عید بن جائے اور تیری طرف سے ایک عظیم نشان کے طور پر ہو اور ہمیں رزق عطا کر اور تُو رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ اللہ نے کہا کہ میں وہ تم پر ضرور اتاروں گا پس جو کوئی اس کے بعد تم میں سے ناشکری کرے تو میں اسے ضرور ایسا عذاب دوں گا جو تمام جہانوں میں کسی اور کو نہیں دوں گا (المائدۃ 116-115)

عید کی حقیقت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”رمضان گزر گیا اور وہ دن آ گیا جسے عید کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رمضان ہمیشہ ختم ہو جاتے ہیں اور خدا اپنے بندوں کے لیے عیدیں بھیج دیتا ہے۔ لمبے سے لمبا عرصہ امتحان کا جو خدا نے اپنے بندوں کے لیے رکھا ہے رمضان کا مہینہ ہے۔ تیس دن خدا کے بندے روزے رکھتے ہیں، بھوکے رہتے ہیں، پیاسے رہتے ہیں، شہوانی تقاضوں سے بچتے ہیں، راتوں کو جاگتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں، تلاوت قرآن کریم زیادہ کرتے ہیں، ذکر الٰہی کرتے ہیں اور بعض تراویح بھی پڑھتے ہیں۔ غرض یہ تیس دن کا مہینہ دینی لحاظ سے عجیب لطف اور مزے کا مہینہ ہوتا ہے لیکن جسمانی لحاظ سے ایک امتحان ہوتا ہے کیونکہ خدا کے بندے بھوکے اور پیاسے رہتے اور شہوانی تقاضوں سے اپنے آپ کو مجتنب رکھتے ہیں لیکن یہ ابتلا ایک مہینہ کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور خدا اپنے بندوں کے لیے عید کا دن لے آتا ہے۔ اس طرح مومنوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں تو وہ ہمیشہ عارضی ہوتی ہیں اور ان کے بعد جلد ہی خوشی اور راحت کا دن آجاتا ہے۔ لیکن بندہ جب خود اپنے لیے کوئی مصیبت پیدا کرتا ہے تو بعض دفعہ وہ اتنی لمبی ہو جاتی ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ وہ مصیبت چلتی جاتی ہے اور بعض دفعہ تو صدیوں تک وہ مصیبت سروں پر مسلط رہتی ہے اور عید آنے میں ہی نہیں آتی بلکہ روز بروز دور ہوتی چلی جاتی ہے۔

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 321)

عید کے دن صدقہ و خیرات

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”آج عید کا دن ہے اور رمضان شریف کا مہینہ گزر گیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ایام تھے جبکہ اس نے اس ماہ مبارک میں قرآن شریف کا نزول فرمایا اور عامہ اہل اسلام کے لیے اس ماہ میں ہدایت مقدر فرمائی۔ راتوں کو اٹھنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور کثرت سے خیرات وصدق اس مہینہ کی برکات میں سے ہے۔ آج کے دن ہر ایک کو لازم ہے کہ سارے کنبہ کی طرف سے محتاج لوگوں کی خبر گیری کرے۔ دو بُک گیہوں کے یا چار جَو کے ہر ایک نفس کی طرف سے صدقہ نماز سے پیشتر ضرور ادا کیا جاوے اور جن کو خدا نے موقع دیا ہے وہ زیادہ دیویں۔“

(خطبات نور صفحہ 179)

عید۔ الٰہی ضیافت کا دن

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”جنہوں نے روزہ رکھا ہے ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ صدقۃ الفطر دیں۔ یہ حکم قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنَ (بقرہ:185) **اور جو لوگ اس فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ طعام مسکین دیں۔ رسول کریم ﷺ نے تین رنگوں میں اس کی تفسیر فرمائی ہے۔**

اول یہ کہ انسان عید سے پہلے صدقۃ الفطر دے۔

دوم جو روزہ نہ رکھے وہ بدلے میں طعام مسکین دے۔ دائم المرض ہو یا بہت بوڑھا یا حاملہ یا مُرضِعَہ (یعنی دودھ پلانے والی عورت۔ ناقل) ان سب کے لیے یہ حکم ہے۔

سوم یہ کہ یہ الٰہی ضیافت کا دن ہے۔ پس مومن کو چاہیے کہ کھانے میں توسیع کر دے اور غرباء کی خبر گیری کرے۔

(خطبات نور صفحہ 411)

عید الفطر کے دن تکبیرات

عید الفطر کے دن تکبیرات پڑھنا بھی مسنون ہے۔ حضرت سالم اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے روز اپنے گھر سے نکلنے سے لے کر عید گاہ پہنچنے تک تکبیرات پڑھا کرتے تھے۔“

(سنن الدار قطنی کتاب العیدین حدیث نمبر: 6)

امام الزہری بیان کرتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے روز نماز کی جگہ پہنچنے تک اور نماز کی ادائیگی تک تکبیرات کہتے۔ پھر جب آپؐ نماز سے فارغ ہو جاتے تو تکبیرات کہنا ختم کر دیتے۔“

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب صلاۃ العیدین باب فی التکبیر اذا خرج الی العید)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام ممالک میں عید الفطر کی تکبیرات کے بارے میں درج ذیل سرکلر جاری کروایا:۔

”عید الفطر کے موقع پر بھی تکبیرات کہنی چاہئیں کیونکہ یہ امر احادیث سے ثابت ہے اور صحیح ہے کہ عید والے دن صبح سے لے کر نماز عید تک تکبیرات پڑھی جاتی تھیں۔“

(ارشاد حضور انور معرفت ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب لندن، حوالہ نمبر: 8053/15.12.06)

قبل از نماز عید صدقۃ الفطر یعنی فطرانہ کی ادائیگی ضروری ہے:

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے صدقہ فطر ادا کرنا ہر چھوٹے، بڑے، امیر اور غریب مسلمان پر واجب قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ نے چھوٹے، بڑے، آزاد، غلام اور ایسے افراد کی طرف سے فطرانہ ادا کرنے کا حکم دیا جو کسی کے زیر کفالت ہوں، یعنی جس کے نفقہ کا وہ ذمہ دار ہے۔

(الدار قطنی کتاب زکاۃ الفطر)

عید الفطر کی صبح نماز عید سے قبل کچھ نہ کچھ کھانا ضروری ہے، چند کھجوریں کھانا بھی سنت ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ عید الفطر کے دن نماز کے لیے تشریف نہیں لے جایا کرتے تھے جب تک کہ چند کھجوریں نہ کھالیں۔ حضرت انسؓ ایک دوسری روایت میں بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ طاق میں کھجوریں کھاتے تھے۔

(بخاری۔ کتاب العیدین۔ باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج)

عبد اللہ اپنے والد بُرَیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ عید الفطر کے دن عید کے لیے کچھ کھائے بغیر نہ جاتے تھے اور عید الاضحیٰ کے دن جب تک کہ نماز عید نہ پڑھ لیتے کچھ نہ کھاتے۔

(ترمذی کتاب العیدین۔ باب فی الاکل یوم الفطر قبل الخروج)

عید گاہ میں مختلف راستوں سے آنا اور جانا

محمد بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ عید کے لیے پیدل جایا کرتے تھے اور جس راستے سے تشریف لے جاتے اس سے مختلف راستے سے واپس لوٹتے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ و السنۃ فیھا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سنت ہے کہ آپ عید کے لیے پیدل جائیں اور عید کے لیے جانے سے پہلے کچھ کھالیں۔

(ترمذی کتاب العیدین۔ باب ماجاء فی المشی یوم العید)

نماز عید سے پہلے اور بعد میں کوئی نفل نہ پڑھنا

حضرت سعید بن جُبیرؓ، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن نکلے اور دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ اور ان سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔ پھر عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں صدقہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔ تو عورتیں اپنے کانوں اور گلے کے زیور صدقہ میں دینے لگیں۔

(بخاری۔ کتاب اللباس۔ باب القلائد و السخاب للنساء یعنی قلادۃ من طیب وسک)

عید گاہ میں خواتین کا جانا

حضرت اُمِّ عَطِیّہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کنواری لڑکیوں اور جوان لڑکیوں۔ پردہ نشین خواتین اور حائضہ عورتوں کو بھی عید گاہ کے لیے جانے کا ارشاد فرمایا کرتے تھے البتہ حائضہ خواتین نماز پڑھنے والی جگہ پر نہیں جاتی تھیں مگر دعا میں شامل ہوتی تھیں۔ ایک عورت نے عرض کی۔ اگر کسی خاتون کے پاس (پردہ کے لیے) چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاہیے کہ اس کی بہن اس کو عاریتاً چادر دے۔

(ترمذی۔ کتاب العیدین۔ باب فی خروج النساء فی العیدین)

عید کے خطبہ کے بعد آنحضرت ﷺ کا خواتین میں تشریف لے جانا اور خواتین کا صدقات پیش کرنا

حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے ایک بار نماز (عید) پڑھائی۔ آپؐ کھڑے ہوئے اور نماز سے آغاز کیا اور پھر لوگوں سے خطاب کیا جب آپؐ فارغ ہو گئے تو آپؐ منبر سے اترے اور عورتوں میں تشریف لے گئے اور انہیں نصیحت فرمائی آپؐ اس وقت حضرت بلالؓ کے بازو کا سہارا لیے ہوئے تھے اور حضرت بلالؓ نے کپڑا پھیلایا ہوا تھا جس میں عورتیں صدقات ڈالتی جا رہی تھیں۔

(بخاری کتاب العیدین باب موعظۃ الامام النساء یوم العید)

عید الفطر کے دن حضور ﷺ کی مصروفیات

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ میں جاکر سب سے پہلے نماز عید پڑھایا کرتے تھے۔ سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے۔ آنحضور ﷺ کے خطاب کے دوران لوگ صفوں میں ہی بیٹھے رہتے۔ آپؐ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے ان کو تاکیدی احکام سے مطلع فرماتے۔ ان کو اپنے ارشادات سے نوازتے۔ اگر کسی گروہ کو کہیں روانہ کرنا ہوتا تو اس کا انتخاب فرمادیتے۔ اور اگر کسی شے کا حکم دینا ہوتا تو حکم دیتے پھر عید گاہ سے لوٹ آتے۔

(بخاری کتاب العیدین باب الخروج الی المصلی بغیر منبر)

قادیان میں عید الفطر

یکم جنوری 1903ء کو قادیان میں عید الفطر کی نماز ادا کی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نمازِ عید حضرت حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ادا کی۔ اس نماز کے متعلق اخبار ”البدر“ میں درج ذیل رپورٹ شائع ہوئی:۔

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز عید سے پیشتر احباب کے لیے میٹھے چاول تیار کروائے اور سب احباب نے مل کر تناول فرمائے۔

گیارہ بجے کے قریب خدا کا برگزیدہ جری اللہ فی حلل الانبیاء سادے لباس میں ایک چوغہ زیب تن کیے ہوئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لایا۔ جس قدر احباب تھے انہوں نے دوڑ دوڑ کر حضرت اقدس کی دست بوسی کی اور عید کی مبارکباد دی۔ اتنے میں حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور آپ نے نماز عید کی پڑھائی اور ہر دو رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پیشتر سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گوش مبارک تک حسبِ دستور اپنے ہاتھ اٹھائے۔“

(بدر نمبر 11 جلد 1۔ 9 جنوری 1903ء صفحہ 85۔ ملفوظات جلد 2 صفحہ 627)

کھیل کود کے دو دنوں کے مقابل عیدین

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ دو دن کھیل کود کے لیے منایا کرتے تھے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا: ان دو دنوں کی کیا حقیقت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں بھی ان دنوں کھیل کود کیا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے دو دن عطا فرمائے ہیں جو ان سے بہتر ہیں۔ ایک عید الاضحیٰ دوسرا عید الفطر۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب صلوۃ العیدین)

عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”رمضان ختم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ کا طریق تھا کہ شوال کے مہینہ میں عید کا دن گزرنے کے بعد چھ روزے

رکھتے تھے۔ اس طریق کا احیاء ہماری جماعت کا فرض ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحبؑ نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ تمام قادیان میں عید کے بعد چھے دن تک رمضان ہی کی طرح اہتمام تھا۔ آخر میں چونکہ حضرت صاحبؑ کی عمر زیادہ ہوگئی تھی اور بیمار بھی رہتے تھے اس لیے دو تین سال بعد آپ نے روزے نہیں رکھے۔ جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سن لیں اور جو غفلت میں ہوں وہ ہوشیار ہو جائیں کہ سوائے ان کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں چھے روزے رکھیں۔ اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کر بھی رکھ سکتے ہیں۔" (خطبات محمود جلد اوّل صفحہ 71)

عید کے دن نغمات گانا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے۔ اس وقت انصار کی دو لڑکیاں میرے ہاں جنگ بعاث کے متعلق شعر گا رہی تھیں۔ (اور یہ دونوں پیشہ ور گانے والی نہیں تھیں)۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: کیا خدا کے رسول کے گھر میں شیطانی بانسریوں کے ساتھ (گانے گائے جا رہے ہیں)۔ یہ واقعہ عید کے روز کا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکرؓ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے۔ اور یہ ہماری عید ہے۔

(بخاری ،کتاب العیدین، باب سنة العیدین لاھل الاسلام)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں جنگ بعاث کے واقعات پر مشتمل نغمے گا رہی تھیں۔ آپ منہ دوسری طرف کر کے لیٹ گئے تھوڑی دیر میں حضرت ابو بکر آئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا کہ نبی ﷺ کے پاس شیطانی آلات بجائے جا رہے ہیں اس پر حضورؐ حضرت ابو بکر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ان کو کچھ نہ کہو جب حضورؐ کی توجہ ہٹی تو میں نے اشارہ کیا تو وہ دونوں چلی گئیں۔

(بخاری کتاب العیدین ۔ باب الحرب والدرق یوم العید)

عید کے دن مناسب کھیلوں کا انتظام اور ان کو دیکھنا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ عید کا دن تھا اور اسی روز کچھ حبشی نیزوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے میرے پوچھنے پر یا ازخود مجھے فرمایا کہ کیا تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کی۔ ہاں۔ اس پر آپؐ نے مجھے اپنی اوٹ میں کھڑا کر لیا میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا اور آپؐ انہیں کہتے تھے کہ اے بنی اَرفَدہ اپنا کھیل جاری رکھو۔ یہاں تک کہ جب میں تھک گئی تو آپؐ نے فرمایا بس؟ میں نے عرض کی کہ ہاں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تو جاؤ۔

(بخاری کتاب العیدین ۔ باب الحراب والدرق یوم العید)

پہلی رکعت میں سات زائد تکبیرات
اور دوسری رکعت میں پانچ زائد تکبیرات

کثیر بن عبد اللہ اپنے والد عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور اپنے دادا کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دونوں عیدوں کے موقعوں پر قرأت سے قبل پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں۔

(ترمذی کتاب العیدین ۔ باب فی التکبیر فی العیدین)

عید کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھنا

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى، وَهَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ۔: نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نمازوں میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت فرماتے۔

(سنن ابن ماجه ،كتاب اقامة الصلوة والسنة فيها باب ماجاء فی القرائة فی صلاة العيدين)

عید کے دن حضور ﷺ کا خوبصورت لباس

حضرت جعفر اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر عید پر یمنی منقش چادر زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

(کِتَابُ الْاُمّ۔ (لامام شافعی) کتاب صلوة العیدین ۔ باب الزینة للعید)

خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کے لیے ہدیہ عید

یکم جنوری 1903ء بروز پنج شنبہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عید کی مبارک صبح کو جو الہام بطور ہدیہ عید سنایا اور اس کے متعلق جو اشتہار شائع کیا گیا ہے اسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وَھُوَ ھٰذَا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی

وحی الٰہی کی ایک پیشگوئی جو پیش از وقت شائع کی جاتی ہے چاہیے کہ ہر ایک شخص اس کو خوب یاد رکھے۔

اول ایک خفیف خواب جو کشف کے رنگ میں تھا مجھے دکھایا گیا کہ میں نے ایک لباس فاخرہ پہنا ہوا ہے اور چہرہ چمک رہا ہے۔ پھر وہ کشفی حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل ہوگئی۔ چنانچہ وہ تمام فقرات وحی الٰہی کے جو بعض اس کشف سے پہلے اور بعض بعد میں تھے ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

يُبْدِیْ لَكَ الرَّحْمٰنُ شَيْئًا۔ اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ بِشَارَةٌ تَلَقَّاهَا النَّبِيُّوْنَ۔: ترجمہ: خدا جو رحمان ہے تیری سچائی کو ظاہر کرنے کے لیے کچھ ظہور میں لائے گا خدا کا امر آرہا ہے تم جلدی نہ کرو یہ ایک خوشخبری ہے جو نبیوں کو دی جاتی ہے۔

صبح پانچ بجے کا وقت تھا۔ یکم جنوری 1903ء و یکم شوال 1320ھ روز عید جب میرے خدا نے مجھے یہ خوشخبری دی۔ اس سے پہلے 25دسمبر 1902ء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اور وحی ہوئی تھی جو میری طرف سے حکایت تھی اور وہ یہ ہے۔

اِنِّیْ صَادِقٌ صَادِقٌ وَ سَيَشْهَدُ اللّٰهُ لِیْ: ترجمہ :۔ میں صادق ہوں صادق ہوں عنقریب خدا تعالیٰ میری گواہی دے گا۔

یہ پیشگوئیاں باآواز بلند پکار رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا امر میری تائید میں ظاہر ہونے والا ہے جس سے میری سچائی ظاہر ہوگی اور ایک وجاہت اور قبولیت ظہور میں آئے گی۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا نشان ہوگا تا دشمنوں کو شرمندہ کرے اور میری وجاہت اور عزت اور سچائی کی نشانیاں دنیا میں پھیلا دے۔

نوٹ:۔ چونکہ ہمارے ملک میں یہ رسم ہے کہ عید کے دن صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرتے ہیں سو میرے خداوند نے سب سے پہلے یعنی قبل از صبح پانچ بجے مجھے اس عظیم الشان پیشگوئی کا ہدیہ بھیج دیا ہے۔ اس ہدیہ پر ہم شکر کرتے ہیں اور ناظرین کو یہ بھی خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم عنقریب ان نشانوں کے متعلق بھی ایک اشتہار شائع کریں گے جو اخیر دسمبر 1902ء تک گزشتہ سالوں میں ظہور میں آچکے ہیں۔

المشتہر

مرزا غلام احمد قادیانی

یکم جنوری 1903ء

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 625 تا 627 مطبوعہ ربوہ)

بعض لوگوں کی عید کیوں بور ہوتی ہے؟ اور اس عید میں لذّت پیدا کرنے کے طریق کیا ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 12 جولائی 1983ء کو عید الفطر کے روز خطبۂ عید میں بیان فرمایا:۔

عید کے متعلق بہت سے احمدی نوجوانوں کو مَیں نے یہ باتیں کرتے ہوئے سنا ہے کہ ہماری عید تو بہت ہی بور عید ہوتی ہے۔ وہ دنیا کی عیدوں کے ساتھ جب اس عید کا مقابلہ کرتے ہیں تو یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ ہماری عید تو تھکا دینے والی اور اُکتاہٹ پیدا کرنے والی عید ہوتی ہے۔

اس عید کے موقع پر نہ کہیں میوزیکل ہالز کے اندر جانے کا کوئی پروگرام ہوتا ہے نہ ڈوم میراثی کوئی ناچ دکھاتے ہیں، نہ کوئی تھیٹرز ہیں، نہ سینما ہیں نہ ناچ گھر ہیں کہ جہاں جا کر دل بہلائے جائیں، نہ دنیا کی شراب بٹتی ہے۔ کوئی بھی تو ایسا فعل نہیں جو دنیا اپنی عیدیں منانے کے لیے کرتی ہو اور ہماری عید میں پایا جاتا ہو۔

وہ کہتے ہیں ہم کیا کریں ایک گھر سے دوسرے گھر میں جا جا کر تھک جاتے ہیں۔ عید کی مبارک بادیں دیتے دیتے دل اُکتا جاتا ہے۔ مختلف گھروں میں پھرتے ہیں روزے رکھنے کی وجہ سے معدہ کو عادت نہیں ہوتی کھا کھا کر اَور بھی بُرا حال ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ بیمار ہو جاتے ہیں۔ کسی کو پیٹ درد کے دورے پڑ رہے ہیں کسی کو کوئی اَور مصیبت پڑ جاتی ہے۔ ڈاکٹرز کے پاس جانا پڑتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ اچھی عید ہے۔ اسلام جو سب سے زیادہ شاندار، سب سے کامل سب سے آخری اور نقطۂ عروج پر پہنچا ہوا مذہب ہو اس کی اتنی مشہور عید ہو اور وہ بھی بور ہو اس کی سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیوں ہے۔ پس آج مَیں نے سوچا کہ مَیں احبابِ جماعت کو بتاؤں کہ بات کیا ہے۔ کیوں ان کی عید بور ہوتی ہے۔ اور اس عید میں لذّت پیدا کرنے کا طریق کیا ہے۔

دراصل ہر وہ چیز جو مقصد سے ہٹ کر دیکھی جائے یا کی جائے اس میں بوریت پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ اگر ہاکی کا میچ دیکھنے جائیں اور وہاں ڈوم میراثی ناچ رہے ہوں اَور آپ کو کہا جائے کہ بہت اچھا میچ ہونے والا ہے انتظار کریں اور ابھی یہ ناچ دیکھیں تو ہو سکتا ہے ہاکی کی فیلڈ پر پتھراؤ ہو جائے۔ وہی لوگ جو پہلے شوق سے ناچ دیکھا کرتے تھے ان کو اتنا غصہ آئے اور اتنا ہنگامہ کھڑا ہو جائے کہ ہاکی کا میچ منسوخ کرنا پڑے۔ یا ہاکی کا میچ دکھانے کے لیے بلایا گیا ہو اور کرکٹ کھیلنا شروع کر دیا جائے تو کرکٹ کے شائقین بھی لعنت ڈالیں گے، وہ کہیں گے جو چیز ہم دیکھنے آئے ہیں وہ تو دکھاؤ۔

پس بوریت کی بہت سی قسموں میں سے ایک قسم یہ بھی ہے کہ مقصد کو پُورا نہ کیا جائے۔ اس کی بجائے کچھ اَور بات ہو جائے تو اس سے بوریت پیدا ہوتی ہے۔

آپ نے اخباروں میں پڑھا ہو گا کہ بعض قسم کی فلمیں دیکھنے لوگ جاتے ہیں اور اس کے لیے مہنگے ٹکٹ خریدتے ہیں اور فلم کوئی اَور دکھا دی جاتی ہے تو سینما گھروں کو آگ لگا دی جاتی ہے۔ کرسیاں توڑ دی جاتی ہیں۔ حالانکہ ویسے وہ فلم دیکھنے جاتے تو کبھی بور نہ ہوتے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی عید کا مقصد پورا نہیں ہو رہا۔ اگر بوریت پائی جاتی ہے تو ظاہر ہے کہ اللہ کچھ اَور عید دکھانا چاہتا ہے۔ آپ کچھ اَور عید دیکھ رہے ہیں اور نہیں سمجھ رہے کہ یہ کیا قصّہ ہے۔ آپ کی توقعات دوسری سمت میں ہیں اور اللہ نے اَور طرح کی عید مقرر فرمائی ہوئی ہے۔ نتیجۃً آپ عید کو قصوروار نہیں کہہ سکتے، اپنی عقل اور فہم کو قصوروار کہہ سکتے ہیں۔ آپ نہیں سمجھے تھے کہ خُدا کیا دکھانا چاہتا ہے آپ کچھ اَور دیکھنے گئے تھے دنیاداروں کی عیدیں دیکھیں اور سمجھے کہ یہ عید محمد مصطفیٰ ﷺ کی عید بھی ہو گی حالانکہ شَتَّانَ بَيْنَهُمَا، زمین و آسمان کا فرق ہے دنیا کی عیدوں میں اور اس عید میں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق ہمیں عطا کی ہے۔

اس عید کو سمجھنا ہو تو اس درخت کو سمجھیں جس کا یہ پھل ہے اور وہ درخت شجرِ رمضان ہے۔ جیسے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ ویسے پھل بھی اپنے درخت سے پہچانا جاتا ہے۔ کبھی پھل مدد کرتا ہے درخت کو پہچاننے میں اور کبھی درخت مدد کیا کرتا ہے بتانے میں کہ یہ پھل لگتا تھا۔ تو اگر پھل کی سمجھ نہیں آرہی تو درخت کو جانچو اور سوچو کہ اس پر کس قسم کا پھل لگنا چاہیے تھا۔

رمضان المبارک کے کئی اسباق ہیں ان میں سے دو بڑے گہرے سبق ہیں جو دراصل رمضان ہی کا نہیں بلکہ ہر مذہب کا خلاصہ ہیں ان میں سے ایک عبادتِ الٰہی ہے اور دوسرا بنی نوع انسان کے ساتھ سچی ہمدردی اور پیار اور خدمتِ خلق اور لوگوں کے دُکھ سُکھ میں شریک ہونا ہے۔ یہ دو گہرے سبق ہیں جو رمضان ہمارے لیے لے کر آتا ہے......

عید کا دوسرا پہلو خدمتِ خلق ہے۔ غریب کے دُکھ میں شریک ہونا اس کا دُکھ بانٹنا اور اپنے سُکھ اس کے ساتھ تقسیم کرنا یہ اور اس قسم کے دوسرے نیکی کے کام خدمتِ خلق سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ رمضان سے پہلے مَیں نے احباب جماعت پر بڑی تفصیل سے واضح کیا تھا کہ رمضان میں ایک بڑا گہرا سبق پایا جاتا ہے اور روزہ کے اندر دوسری بہت سی حکمتوں کے علاوہ ایک بڑی گہری حکمت یہ ہے کہ امراء بھی غریبوں کے دُکھوں کو سمجھنے کے اہل ہو سکیں۔ ان تلخیوں میں سے گزریں جن تلخیوں میں سے اکثر غرباء ہمیشہ گزرتے ہیں۔ اور وہ ایک طرف تو خُدا کا شکر کریں کہ یہ ایک مہینہ جو ہم نے گزارا ہے ہمارے بعض بھائی ایسے ہیں جن کے بارہ مہینے اسی طرح گزرتے ہیں اور پھر اس شکر کے ساتھ ان کے بارہ مہینے کے دُکھ آسان کرنے کی کوشش کریں۔ یہ وہ دوسرا سبق ہے جو رمضان شریف نے ہمیں عطا کیا ہے۔

پس لازماً اس عید میں بھی خدمتِ خلق کا پھل لگنا چاہیے۔ یہ دوسرا میٹھا پھل ہے جو اس عید کو قدرتی طور پر عطا ہونا چاہیے۔ لیکن اگر آپ اس پھل کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں اور اپنی لذّتیں دوسری جگہ ڈھونڈیں تو آپ یقیناً بور ہوں گے کیونکہ یہ بات اور یہ سوچ انسان کو اپنے مقصد سے ہٹانے والی ہے۔ اس نقطۂ نگاہ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو وہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے جو بعض لوگوں کے لیے پیدا ہو جاتا ہے کہ مزاج خراب ہو رہے ہیں۔ مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ بور ہو رہے ہیں۔ انہی گھروں میں اور اپنے رشتہ داروں میں جا جا کر جن کے گھروں میں ہمیشہ جاتے تھے۔

قرآن کریم نے اس فلسفہ کو ایک موقع پر ایک اَور چھوٹی سی آیت میں اس طرح بیان فرمایا کہ دیکھو تمہارے تحائف کا تبادلہ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ (الحشر:9) نہیں ہونا چاہیے یعنی جو تمہارے تحفے پھرتے ہیں اور جو تمہاری محبت کی راہیں ہیں وہ اپنے رشتہ داروں، عزیزوں اور ہم پلہ اور ہم کفو لوگوں تک ہی نہیں رہنی چاہئیں۔ اگر یہ ہو تو ایک چکر اُمراء کا اوپر چلتا رہتا ہے اور ایک غرباء کا نیچے چلتا رہتا ہے اور انہی دائروں میں نعمتیں گھومتی رہتی ہیں یا نعمتوں کا فقدان چکر لگاتا رہتا ہے جن دائروں میں اس سے پہلے گھوما کرتی تھی۔

اللہ تعالیٰ ایک اَور محبت کا دائرہ قائم کرنا چاہتا ہے یعنی

امارت سے غربت کی طرف اور غربت سے امارت کی طرف۔ اور یہ اسلام کا امتیاز ہے۔ نہایت ہی سائینٹفک طریق پر اور نہایت ہی اعلیٰ پیمانے پر اس کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس لیے وہ لوگ جو اپنے جیسے لوگوں کے گھروں میں جہاں پہلے گھوما کرتے تھے اگر وہیں گھومتے رہیں گے تو چونکہ یہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہے اور اس کی روح کے منافی ہے اس لیے لذت نہیں پائیں گے اس کے برعکس صورت پیدا کریں گے جو اصل اسلام کی عید ہے تو ان کی زندگی میں آج کا دن ایک نہایت ہی مسرت لانے والا دن بن جائے گا۔

اس نقطۂ نگاہ سے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آج کے دن امراء اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور وہ تحفے جو آپس میں بانٹتے ہیں ان میں اپنے غریب بھائیوں کو بھی شامل کریں۔ آپس میں بھی ضرور کچھ نہ کچھ بانٹیں کیونکہ یہ حق ہے۔ ذی القربیٰ کا بھی حق ہے۔ دوستوں کا بھی حق ہے، یہ حقوق بھی ادا ہونے چاہئیں۔ لیکن ایک حق جو آپ مار کر بیٹھ گئے ہیں جب تک وہ حق ادا نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نظارہ نہیں دیکھ سکیں گے۔ اور وہ حق جس کے متعلق میں نے کہا ہے مار کر بیٹھ گئے ہیں۔ اس حق سے مراد ہے: فِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ مَّعۡلُوۡمٌ۔ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ۔ (المعارج: 27,26) کہ جن کو ہم نے بڑی بڑی نعمتیں عطا کی ہیں اور دولتیں بخشی ہیں ان کے اموال میں غرباء کا حق ہے۔

ایک طرح تو ہر مسلمان یہ حق کچھ نہ کچھ ضرور ادا کرتا ہے اور اس عید میں شامل ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب وہ فطرانہ دیتا ہے جب وہ عید فنڈ دیتا ہے تو یقیناً اس حق کو ادا کر رہا ہوتا ہے اس لیے یہ کہنا جائز نہیں ہو گا کہ مسلمان خواہ احمدی ہو یا غیر از جماعت ہو وہ اس حق سے غافل ہے۔ دنیا کے کسی مذہب میں بھی اس حق کو اس تفصیل کے ساتھ ایک اصول کے مطابق اور ایک تنظیم کے تحت ادا نہیں کیا جاتا جس طرح اسلام میں کیا جاتا ہے مگر جو زائد بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ کے تابع پھر بھی یہ حق پورا ادا نہیں ہوتا جب تک آپ خود اپنے وقت کو بھی اور دیگر طاقتیں جو خدا نے آپ کو بخشی ہیں ان کو بھی غریب کے لیے قربان نہ کریں۔ پھر آپ کی پوری عید ہو گی پھر آپ کو پتہ لگے گا کہ عید میں لذت کیا ہے۔ مثلاً آج عید کی نماز کے بعد ضروری امور سے فارغ ہو کر اگر وہ لوگ جن کو خدا نے نسبتاً زیادہ دولت عطا فرمائی ہے زیادہ تموّل کی زندگی بخشی ہے وہ کچھ تحائف لے کر غریبوں کے ہاں جائیں اور غریب بچوں کے لیے کچھ مٹھائیاں لے جائیں جو ان کے گھر میں زائد پڑی تھیں اور جو ان کا پیٹ خراب کرنے کے لیے مقدر تھیں وہ غریب بچوں کا پیٹ بھرنے کے لیے ساتھ لے جائیں اور وہ زائد پھل بھی جس نے زائد از ضرورت استعمال کی وجہ سے ان کو ہیضہ کر دینا تھا۔ غریب بچوں کو دیں تا کہ ایک دن تو ایسا ہو کہ ان کو بھی کچھ نصیب ہو۔ تو کچھ وہ پھل پکڑیں کچھ مٹھائیاں گھر سے اُٹھائیں، کچھ بچوں کے لیے جو ٹافیاں یا چاکلیٹ آپ نے رکھے ہوئے تھے وہ آپ لیں اور بچوں سے کہیں آؤ بچو! آج ہم ایک اور قسم کی عید مناتے ہیں ہمارے ساتھ چلو، ہم بعض غریبوں کے گھر آج دستک دیں گے، ان کو عید مبارک دیں گے ان کے حالات دیکھیں گے اور ان کے ساتھ اپنے سُکھ بانٹیں گے۔ اگر منظم طریق پر اس کام کو کیا جائے تو اس کا بہترین طریق یہ ہو گا کہ آپ صدر محلہ کے پاس پہنچیں تا کہ لوگ ایک ہی گھر میں بار بار نہ جائیں اور ایسے گھروں میں نہ جائیں جہاں ضرورت نہ ہو۔ صدر محلہ کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے محلہ میں کون کون سے غریب لوگ رہتے ہیں جو اس حسنِ سلوک کے زیادہ مستحق ہیں۔ کون کون سے یتامیٰ ہیں۔ کون کون سی بیوگان ہیں۔ کون کون سی بوڑھی عورتیں ہیں اور کون سے بیمار اور بوڑھے لوگ ہیں جن کی زندگی میں کوئی رفیق اور کوئی ساتھی نہیں رہا۔ ایسی فہرستیں اوّل تو صدران محلہ کے پاس موجود رہتی ہیں اگر نہیں تو وہ اپنے ذہن میں دہرائی کریں اور جاتے ہی ایسی فہرستیں جلدی سے تیار کر لیں اور پھر وہ محلہ کے امراء کو بتائیں اور امراء سے مراد ضروری نہیں کہ لکھ پتی ہوں کیونکہ امارت اور غربت ایک نسبتی چیز ہے۔ وہ لوگ جو نسبتاً آسودہ حال ہیں جن کو عید کے دن یہ احساس نہیں ہوتا کہ پیسے ہوتے تو ہم بچوں کی خوشیاں کرتے۔ وہ سارے امراء ہیں۔ ایسے لوگ جب تیاری کر لیں تو اپنے اپنے محلّہ کے صدر کے پاس پہنچیں اور ان سے کہیں کہ بتاؤ ہمارے حصہ میں کون سے گھر دیتے ہو۔ اگر تین گھروں میں جانا ہے تو تین گھروں کی فہرست لے لیں۔ اگر چار یا پانچ میں جانا ہے تو ان کی فہرست لے لیں اور لازماً ایک سے زیادہ گھر ڈھونڈنے چاہئیں۔ کیونکہ یہ ایک اقتصادی قانون ہے کہ جتنا زیادہ غریب ملک ہو اتنی ہی غربت زیادہ اور امارت نسبتاً کم ہوتی چلی جاتی ہے اس لیے جو ہمارے ہاں متموّل نہ سہی نسبتاً آسودہ حال اور سفید پوش ہی کہہ لیجئے ان کی تعداد غرباء کی تعداد کے مقابل پر کم ہو گی۔ یہ قدرتی قانون ہے اس لیے کوشش کریں کہ حتی المقدور ایک سے زیادہ گھروں میں تحفے بانٹیں مگر بہرحال یہ کوئی تکلیف مالا یُطاق نہیں ہے آپ نے عید منانی ہے۔ آپ اپنی توفیق کے مطابق جتنی عید بھی منا سکیں بہتر ہے۔ اس طرح اگر آپ غریب لوگوں کے گھروں میں جائیں گے اور ان کے حالات دیکھیں گے تو مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذتیں پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذتیں ان کو اس لذت کے مقابل پر ہیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی۔ تو کچھ ایسے بھی واپس لوٹیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہوں گے اور وہ استغفار کر رہے ہوں گے اور اپنے رب سے معافیاں مانگ رہے ہوں گے کہ اے اللہ! ان لوگوں سے ناواقفیت رکھ کر اور ان کے حالات سے بے خبری میں رہ کر اور ان کے حالات سے بے خبری میں رہ کر ہم نے بڑے ناشکری کے دن کاٹے ہیں، ہم تیرے بڑے ہی ناشکر گزار بندے تھے، نہ ان نعمتوں کی قدر کر سکے جو تُو نے ہمیں عطا کر رکھی تھیں نہ ان نعمتوں کا صحیح استعمال جان سکے جو تو نے ہمیں عطا کر رکھی تھیں اور واپس آ کر وہ روئیں گے خدا کے حضور اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان آنسوؤں میں وہ اتنی لذّت پائیں گے کہ دنیا کے قہقہوں اور مسرتوں اور ڈھول ڈھمکوں اور بینڈ باجوں میں وہ لذتیں نہیں ہوں گی۔ ان کو بے انتہاء ابدی لذتیں حاصل ہوں گی اور زائد نہ ہونے والے بے انتہاء سرور ان کو عطا ہوں گے۔

یہ ہے وہ عید جو محمد مصطفیٰ ﷺ کی عید ہے۔ یہ ہے وہ عید جو درحقیقت سچے مذہب کی عید ہے۔ پہلے بھی یہی عیدیں تھی جو خدا نے عطا کی تھیں۔ لیکن بعد میں آنے والوں نے ان عیدوں کے مزاج بدل ڈالے۔ ان کے مضمون کو بھلا دیا۔ اپنی عید کے رنگ بگاڑ دیے تو وہ عیدوں کے مقاصد سے دُور جا پڑے۔ ان کے لیے وہ عیدیں، عیدیں نہ رہیں جو خدا اپنے مومن بندوں کو عطا کرنا چاہتا ہے......

پس اُن جگہوں پر جہاں احمدی کم ہیں جہاں کے معاشرہ میں غیر از جماعت دوست زیادہ ہیں اور احمدی بہت تھوڑے پائے جاتے ہیں۔ ان کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ خدمت خلق کے طور پر غریب کے دکھ بانٹنے کے لیے احمدی کو تلاش کیا جائے اس لیے وہ تمام جماعتیں جہاں احمدی تعداد میں تھوڑے ہیں ان کو ارد گرد غریب محلوں میں حسب توفیق غریبوں کی مدد کے لیے جانا چاہیے۔ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ ساری دنیا کے احمدیوں کو اس قسم کی عید منانی چاہیے۔ تاہم جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے اکثر جماعتیں آج بھی ہماری اسلامی عید میں شامل ہو سکتی ہیں۔ اگر مجلس خدام الاحمدیہ ٹیلیفون کے ذریعہ اطلاعیں کر دے اور جو خدام مثلاً فیصل آباد یا سرگودھا یا لاہور یا قریب کی جماعتوں میں جا رہے ہیں۔ ان کے ذمہ لگا دیں کہ فلاں فلاں جگہ تم نے یہ اطلاع کرنی ہے تو آج سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے جہاں تک ممکن ہو پاکستان کی اکثر احمدی جماعتیں اس عید میں شامل ہو جائیں۔ یعنی عبادت بھی خصوصیت کے ساتھ کریں اور غریب کی ہمدردی بھی بطور خاص کریں۔ یہاں تک کہ اپنے محلوں میں پھیل کر حسبِ حالات اور حسبِ توفیق غریبوں کے گھروں میں جائیں اور ان سے کہیں ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام پر تمہیں عید مبارک دینے آئے ہیں۔ ہم اسلام کے نام پر تمہارے ساتھ خوشیاں بانٹنے آئے ہیں۔ بچوں سے کہیں اے بچو! آؤ ہمارے بچوں کے ساتھ بیٹھ جاؤ، ان کی ٹافیاں کچھ تم بھی کھاؤ، ان کے کھلونوں سے کچھ تم بھی کھیلو، ہمارے کھانوں میں تم بھی شریک ہو جاؤ اور یہ ہم تم پر احسان کے طور پر نہیں کر رہے، یہ صرف اللہ کی خاطر ہے۔ اور اللہ کے سب سے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاطر ہے۔ پس اگر تم شکریہ ادا کرنا چاہتے ہو تو ہم تمہیں کہتے ہیں۔ لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُکُوۡرًا۔ ہم ہرگز تم سے کسی جزا اور کسی شکریہ کا تقاضا نہیں کرتے، یہ کام محض للہ ہے۔ اس کا پیار ہی ہماری جزاء ہے۔ وہ محبت سے جب ہمیں دیکھ رہا ہے تو یہی سب سے بڑی جزا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ایک جزا تو آپ کو وہیں مل چکی ہو گی کیونکہ اس نیکی میں اتنی لذت ہے کہ جتنا خدمتِ خلق کا کام آپ نے کیا ہو گا آپ یقین کریں گے کہ اس سے بہت زیادہ آپ کو حاصل ہو گیا۔ پھر یہ کہنا کہ ہماری وہ جزاء اللہ کا پیار ہے، اسکا کیا مطلب ہے یہ کہ وہ محض فضل ہے۔ قانونِ قدرت نے آپ کو وہ سب کچھ دے دیا جو آپ نے خرچ کیا اس سے زیادہ عطا کر دیا۔ ایک نیکی کا دس گنا بدلہ اس نیکی کے دوران پا جائیں گے۔ باقی سب فضلِ الٰہی ہو گا جو اس کے پیار کی صورت میں آپ پر نازل ہو گا۔ پس جس کو یہ عید نصیب ہو جائے اس کو اَور کیا عید چاہیے۔ اس کی پھر عیدیں ہی عیدیں ہیں اور یہی وہ عید ہے جو اسلام کی عید ہے۔ جس کے متعلق مَیں آپ کو بتا رہا ہوں چاہیں تو کریں چاہیں تو نہ کریں۔ (الفضل 26 جولائی 1983ء صفحہ نمبر 1 تا 5)

☆...☆...☆

بقیہ: احمدیت کے علمبردار دو گروہوں کے صدی کے سفر کا تقابلی جائزہ

......از صفحہ نمبر 20

مترادف ہوا کرتا ہے۔ ادارہ تعلیم القرآن کا آغاز ایک قدم ہے۔ ہمارے دوست گذشتہ سالوں میں مایوسی کی باتیں کیا کرتے تھے، اور ایک جمود طاری تھا۔ آپ کو مبارک ہو وہ جمود ٹوٹ چکا ہے"۔ (پیغام صلح 29 جنوری 1964ء صفحہ 5۔ جلد 52، شمارہ 4)

پھر آنے والے سالوں میں یہ مبارک سلسلہ بھی یکا یک منقطع ہو گیا، اور اس وقت احمدیہ انجمن کا یہ ادارہ: "لاہور احمدیہ سکول آف ایجوکیشن ان ریلیجن" "Lahore Ahmadiyya school of education in Religion" کے نام سے کہیں موجود ہے۔

اس جماعت کے مرکزی اخبار پیغام صلح میں سالوں کے وقفے کے بعد یہ اعلان شائع ہوتا ہے: "لاہور احمدیہ سکول آف ایجوکیشن ان ریلیجن کے تین سالہ مبلغ کورس کے پہلے سال کے داخلے شروع ہیں۔ کم از کم تعلیمی قابلیت میٹرک۔ گریجویٹ حضرات کو ترجیح دی جائے گی۔ ملازمت سے ریٹائرڈ، تعلیم یافتہ حضرات داخلے کے اہل ہیں۔ دوران تربیت مفت قیام و طعام، علاج معالجہ اور معقول ماہوار وظیفہ دیا جائے گا، جو طلباء کی تعلیم، تجربہ اور قابلیت کے مطابق ہو گا۔ تعلیم کا آغاز یکم جنوری 2010ء کے بعد ہو گا۔ احباب جماعت اور ان کے بچے جو دینی خدمت کے جذبے سے سرشار ہوں اپنی درخواستیں 10 فروری 2010ء تک زیر دستخطی کو ارسال فرمائیں"۔

(پیغام صلح یکم تا 31 دسمبر 2009ء صفحہ 10۔ جلد 96، شمارہ 23،24)

پھر اگلا اعلان تین سال کے وقفے کے بعد شائع ہوا: "تمام احباب جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ لیزر کی نئی کلاس برائے سال 2013ء کا آغاز یکم ستمبر 2013ء سے ہو رہا ہے۔ تمام نوجوان طلباء جو لیزر کی نئی کلاس میں داخلہ لینے کے خواہشمند ہیں وہ اپنی درخواست تعلیمی اسناد کے ساتھ 15 اگست 2013ء تک انجمن کے دفتر میں جمع کروا دیں۔ داخلہ کے امیدوار کے لیے میٹرک پاس ہونا لازمی ہے۔ طالب علم کے قیام و طعام کا انتظام انجمن کے ذمہ ہو گا، اور طالب علم کو معقول وظیفہ بھی دیا جائے گا"۔

(پیغام صلح یکم تا 30 جون 2013ء صفحہ 14۔ جلد 100، شمارہ 11،12)

موجودہ امیر بیان کرتے ہیں: "ہمارے مشنری سکول کا موٹو بھی ہے، (To which height can I not rise) وہ کونسی اونچائی ہے جس تک میں نہیں پہنچ سکتا۔ یہ جذبہ ہمیں پادری ڈالتے ہیں"۔

(پیغام صلح یکم تا 30 اپریل 2018ء صفحہ 5۔ جلد 3، شمارہ 7،8)

اس جماعت کا ماضی اور حال بزبان خود پکار رہا ہے کہ حقیقی بلندیاں ان کے نصیب میں نہیں، اور مستقبل بھی یقیناً اِسی بات کی گواہی دے گا، کیونکہ وہ ذات عالی صفات جس نے یہ اعلان کیا: "ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اِک بلندی کی طرف" اس مقدس ذات کے مقام، مرتبے اور تعلیم سے اس جماعت کو مس ہی نہیں۔ اور ان کے ارادے ہی برخلاف شہر یار ہیں۔

ایم ٹی اے

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا نظام جماعتِ احمدیہ کے لیے محض ایک سائنسی ایجاد نہیں۔ قرآن مجید اور احمدیت کی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے۔ یہ محض ایک تکنیکی پروگرام نہیں، امام

اور جماعت کے باہمی تعلق اور بے پناہ محبتوں کا مظہر ہے۔ اس ٹی وی کی نس نس میں قربانیوں اور عقیدتوں کا زندہ لہو دوڑتا ہے۔ اس جماعت پر خدائے کریم کا یہ عجیب فضل ہے کہ جوں جوں جماعت میں وسعت پیدا ہوتی گئی، اور ظاہری فاصلے بڑھتے گئے، اُس قادر کریم نے اپنی بارگاہ سے مطلوبہ ذرائع پیدا فرما کر اس دنیاوی وسائل کے اعتبار سے غریب جماعت کی دسترس میں کر دیے۔ مسیح محمدیؑ کے غلاموں کے لیے فضاؤں کو مسخر کیا گیا۔ ایم ٹی اے پھل ہے قدیم نوشتوں میں موجود پیشگوئیوں کا اور زندہ جاوید نمونہ ہے امام عالی مقام اور خلفائے احمدیت کی پاکیزہ خواہشات اور دعاؤں کی قبولیت کا۔ 26دسمبر 1936ء کو جلسہ سالانہ کے موقعے پر پہلی دفعہ لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا گیا تو خلیفۂ وقت نے اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان قرار دیا: ’’میں سمجھتاہوں یہ بھی حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک نشان ہے، کیونکہ رسول کریم ﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ مسیح موعود اشاعت کے ذریعہ دین اسلام کو کامیاب کرے گا، اور قرآن مجید سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کا زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نشان کی صداقت کے لیے پریس جاری کر دیے اور پھر آواز پہنچانے کے لیے لاؤڈ اسپیکر اور وائرلیس وغیرہ ایجاد کرائے‘‘۔

(روزنامہ الفضل 29دسمبر 1936ء صفحہ 5، کالم 4۔ جلد 24، شمارہ 154)

مورخہ 7جنوری 1938ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی بار خطبہ جمعہ کے لیے لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا گیا، اس موقعہ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ’’اب وہ وقت دور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس و تدریس پر قادر ہوگا، ابھی ہمارے حالات ہمیں اس چیز کی اجازت نہیں دیتے، ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں، اور ابھی علمی دقتیں بھی ہمارے راستے میں حائل ہیں۔ لیکن اگر یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں تو جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب کے زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی...... یہ نظارہ کیا ہی شاندار نظارہ ہوگا اور کتنے عالی شان انقلاب کی تمہید ہوگی جس کا تصور کر کے بھی آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہو جاتے ہیں‘‘۔

(روزنامہ الفضل قادیان 13جنوری 1938ء صفحہ 2،1۔ جلد 26، شمارہ 10)

رات بھر پگھلا دُعا میں اشک اسکا وجود
تب کہیں یہ صبح نکلی ہے چمن پہنے ہوئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 12دسمبر 1902ء کو الہام ہوا: ’’یُنَادِی مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ‘‘ ایک منادی آسمان سے پکارے گا۔

(تذکرہ صفحہ 365، ایڈیشن ششم، 2006 نظارت نشر و اشاعت، قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’میں جانتا ہوں کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اب یہ فیصلہ ہے کہ مسیح محمدیؑ کے لیے آسمان کی فضائیں مسخر کی جائیں گی اور ان تمام مراتب میں جو آسمانی سفروں سے تعلق رکھتے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کو سب دنیا کی دوسری قوموں اور انسانوں پر ایک برتری عطا ہوگی۔ پس یہ آسمانی سفر کا آغاز ہوا ہے‘‘۔

(خطاب فرمودہ یکم اپریل 1996ء۔ بمقام محمود ہال لندن)

پس خدائے قادر و قدیر کے فضلوں سے اس عالی شان انقلاب کا آغاز مورخہ 31جنوری 1992ء کو ہوا جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ پہلی بار مواصلاتی سیارے کے ذریعہ براعظم یورپ میں دیکھا اور سنا گیا۔ اس بابرکت موقعے پر حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: ’’آج کا دن احمدیت کی تاریخ میں ایک بہت ہی مبارک دن ہے۔ یہ جمعہ جماعت کی دوسری صدی کے آغاز میں ایک بہت ہی عظیم سنگ میل نصب کر رہا ہے اور جماعت کو جمع ہونے کے ایک نئے دور میں داخل کر رہا ہے۔ جماعتِ احمدیہ ہی ہے جس کے ذریعہ سے خطبات کے نظام کو سب سے پہلے مواصلاتی رابطوں کے ذریعے صوتی لحاظ سے نہ صرف ایک برّاعظم میں بلکہ دنیا کے بہت سے برّاعظموں میں دور دراز کے ممالک تک پہنچانے کی توفیق ملی...... آج کا جمعہ جماعتِ احمدیہ کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی صداقت کے اظہار کے لیے ایک بہت عظیم الشان نشان بن کر ظاہر ہوا ہے۔ صوتی لحاظ سے ہی نہیں آج تصویری لحاظ سے بھی بنی نوع انسان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِس عاجز غلام اور خلیفۃ المسیح کو یہ توفیق ملی ہے کہ ایسا خطبہ دے رہا ہے اور ایسا جمعہ پڑھا رہا ہے جو ایک بہت ہی طاقتور برّاعظم کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک صوتی لحاظ سے بھی پہنچ رہا ہے اور تصویری لحاظ سے بھی پہنچ رہا ہے...... دنیا کو اِن ذرائع سے جمع کرنا اور دین میں جمع کرنا اور خطبہ کے ذریعہ جمعہ کے دن جمع کرنا، یہ وہ سارے مقدّرات ہیں جن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بعثت سے اور ان آیاتِ کریمہ سے ہے جن کا میں نے ذکر کیا ہے، یعنی سورۃ جمعہ، سورۃ صف، سورۃ توبہ اور سورۃ فتح کی ان پیشگوئیوں سے ہے جن کا مظہر آج دنیا میں صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے غلام یعنی جماعتِ احمدیہ ہے۔ اور یہ ایسا اعزاز ہے جو مل چکا ہے، اور دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی اب اس اعزاز کو جماعتِ احمدیہ سے چھین نہیں سکتیں‘‘۔ (خطبہ جمعہ 31جنوری 1992ء خطبات طاہر جلد 11، صفحہ 74،73۔ طبع اوّل اپریل 2013ء)

مورخہ 21اگست 1992ء کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ سیٹلائٹ کے ذریعہ چار براعظموں (یورپ، ایشیاء، افریقہ اور آسٹریلیا) میں نشر ہونا شروع ہوئے۔ اس موقعہ پر فرمایا: ’’مجھے یاد ہے کہ میں نے اُن سے کہا تھا کہ جب آسمان سے جماعت پر فضلوں کی بارشیں نازل ہوں گی تو کیا تمہاری چھتریاں اور سائبان ان بارشوں کو روک سکیں گے۔ وہ رحمتوں کے بادل جو افق تا افق پھیلے ہوں، اور رحمتوں کے وہ بادل جو آج چار براعظموں میں پھیل چکے ہیں، اور خدا کے فضلوں کی بارشیں برسا رہے ہیں، کہاں ہے وہ دنیا کا مولوی جو اس کی راہ میں حائل ہو سکے؟ کون سی ان کی چھتریاں ہیں کون سے ان کے سائبان ہیں جو خدا کے فضلوں کو روک سکتے ہوں‘‘۔ (خطبہ جمعہ 21اگست 1992ء خطبات طاہر جلد 11، صفحہ 574۔ طبع اوّل اپریل 2013ء)

مورخہ 31جولائی 1993ء سے عالمی بیعت کے بابرکت سلسلے کا آغاز ہوا۔ 31دسمبر 1993ء کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ماریشس سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا، اور ایم ٹی اے کی 12 گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔ مورخہ 7جنوری 1994ء سے ایم ٹی اے کی باقاعدہ روزانہ نشریات کا آغاز ہوا، اور یورپ میں تین گھنٹے، ایشیا اور افریقہ میں روزانہ بارہ گھنٹے کے پروگرام نشر ہونا شروع ہوئے۔ (الفضل انٹرنیشنل 3جولائی 1999ء صفحہ 13۔ جلد 6، شمارہ 31۔ احمدیہ گزٹ کینیڈا۔ مئی جون 2003ء صفحہ 12۔ جلد 31 شمارہ 6،5)

عرش سے تا فرش اک نظارہ و آواز تھا
جب وہ اُترا جامۂ نورِ سخن پہنے ہوئے

یکم اپریل 1996ء کو اکناف عالم ایک نئی شان کے ساتھ بقعۂ نور بنے، جب اس خورشید کا نور چوبیس گھنٹے ظہور ہونے لگا۔ اس تاریخی دن کے موقعہ پر محمود ہال لندن میں ایک پُرمسرت تقریب منعقد ہوئی، اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کی تاریخ، مقاصد، درپیش مشکلات اور افضال الٰہی پر جذب و کیف کے عالم میں وجد آفریں خطاب فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے جو یہ وعدہ فرمایا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا دیکھو کس شان سے پورا فرمایا ہے۔ ہمارے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی۔ کل پرسوں کی بات ہے کہ ریڈیو کی باتیں کرتے تھے تو اپنے اندر یہ مقدرت نہیں پاتے تھے کہ ہم کوئی انٹرنیشنل ریڈیو ہی قائم کرسکیں۔ کجا وہ دن اور کجا دو تین سال کے عرصہ میں یہ احمدیت کے قافلے کا پھلانگتا ہوا سفر، جو پہلے زمین پر چھلانگیں مار رہا تھا، اب آسمانوں پر اڑنے لگا ہے اور آسمان سے پھر زمین پر اترتا ہے اور اپنا پیغام لیکر پھر اپنے سفر پر رواں دواں ہوتا ہے یہ نظام خدا نے ہمیں عطا فرمایا ہے، اور یہ اس الہام کی برکت ہے نہ کہ ہماری کوششوں کی...... یہ ساری باتیں اللہ کے فضلوں کی طرف انگلیاں اٹھا رہی ہیں، جس طرح اُسی کی تقدیر ہے جس نے کچھ فیصلے کیے ہیں، اور اُسی کے فضل ہیں کہ آج ہمیں چنا گیا ہے، ورنہ ہم تو دنیا کی خاک بنکر اُڑ چکے ہوتے، اور ہمارا کوئی بھی وجود باقی نہ رہتا...... یہ ایک بین الاقوامی گواہ ہے جو احمدیت کی صداقت کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔ ایک عالمی گواہ ہے جو احمدیت کو اللہ کی طرف سے عطا ہوا ہے کہ جب میں تمہاری تائید میں ہوں گا تو دنیا کیا ہے اور دنیا کے غلام کیا ہیں، ان سب کو تمہاری تائید کرنی ہوگی، کہ جب آسمان سے تائید کی آواز اُٹھتی ہے تو زمین والوں کی مجال نہیں مگر اس تائید کے حق میں وہ اپنی آوازیں بلند کریں، اس کے سوا ان کا چارہ نہیں...... عاجزی کے ساتھ شاہراہِ اسلام کی ترقی کی راہ پر آگے بڑھتے رہیں، آپ جو کل چل رہے تھے آج دوڑ رہے ہیں۔ آپ جو آج دوڑ رہے ہیں ان کو فضا میں اڑنا بھی نصیب ہوا ہے‘‘۔

(خطاب فرمودہ یکم اپریل 1996ء۔ بمقام محمود ہال لندن۔ https://www.youtube.com/watch?v=5LZ9mqBImV0)

مورخہ 14اکتوبر 1994ء کو مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ، اور اس کے احاطے میں قائم ہونے والے ایم ٹی اے ارتھ سٹیشن کا افتتاح عمل میں آیا۔ مورخہ 5جولائی 1996ء سے ایم ٹی اے گلوبل بیم پر نشر ہونے لگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے زیر سایہ چند افراد پر مشتمل ایک ٹیم جو ٹیلی ویژن اور براڈ کاسٹنگ کے اسرار و رموز سے کلیۃً ناآشنا تھی، آپ کے پُرشفقت سائے میں پروگراموں کی ریکارڈنگ، ترتیب و تدوین، براڈ کاسٹنگ اور مانیٹرنگ کا کام شروع کرتی ہے اور آج میر کارواں کی دعاؤں کی برکت سے ایم ٹی اے جدید ترین ڈیجیٹل کمپیوٹرائزڈ سرور کے ذریعہ اکناف عالم میں نشر ہو رہا ہے۔ مسجد فضل اور مسجد بیت الفتوح میں نئی اور جدید سہولتوں سے آراستہ سٹوڈیوز ہیں، اور ان کی مدد کے لیے ایشیا، افریقہ، امریکہ اور جزائر میں تمام تر سہولتوں سے مزین سٹوڈیوز قائم ہیں۔ محمد عربی ﷺ کی زبان بولنے والوں تک اس کے غلام کامل اور ظِل کا پیغام پہنچانے کے لیے ’’ایم ٹی اے 3 العربیہ‘‘ کا آغاز ہوا، اور براعظم افریقہ کو نور اسلام سے منور کرنے کے لیے ’’ایم ٹی اے افریقہ‘‘ جاری ہو چکا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’ایک الہام ہے مبارک سو مبارک آسمانی تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں۔ اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَجْرُكَ قَآئِمٌ وَ ذِكْرُكَ دَآئِمٌ۔ تیرا اجر قائم اور ثابت ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ جب ہم ان الہاموں کو دیکھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو دیکھتے ہیں، پھر جماعتِ احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس سلوک کو دیکھتے ہیں تو یقیناً ہمارے دل تسلی پکڑتے ہیں کہ وہ دن دور نہیں جب ہم اسلام اور احمدیت کی فتح اور آنحضرت ﷺ کا جھنڈا ساری دنیا میں لہراتا ہوا دیکھیں گے...... پس یہ ایم ٹی اے 3 کا جو چینل ہے یہ بھی خدائی تائیدات کا ایک نشان ہے اور یہ چیزیں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ وہ وقت دور نہیں جب اسلام اور احمدیت کا جھنڈا تمام دنیا پر لہرائے گا‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 25 مئی 2007ء صفحہ 11۔ جلد 14، شمارہ 21)

ایک اَور موقعے پر فرمایا: ’’ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے اللہ کے فضل سے اب 16 ڈیپارٹمنٹ ہیں، کارکنان کی تعداد بھی سینکڑوں میں چلی گئی ہے۔ اس وقت ایم ٹی اے کی نشریات بارہ سیٹلائٹس پر دنیا بھر میں نشر کی جارہی ہیں، اور دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہیں جہاں اس روحانی مائدہ کا فیض نہ پہنچ رہا ہو۔ ایم ٹی اے اولیٰ، ایم ٹی اے الثانیہ، ایم ٹی اے 3 العربیہ، ایم ٹی اے افریقہ 1، ایم ٹی اے افریقہ 2 چینلز پر سترہ مختلف زبانوں میں رواں تراجم پیش کیے جا رہے ہیں۔ جن میں انگریزی، عربی، فرنچ، سپینش، جرمن، بنگلہ، سواحیلی، افریقن انگریزی، انڈونیشین، ٹرکش، بلغارین، بوسنین، ملیالم، تامل، رشین، پشتو اور سندھی شامل ہیں‘‘۔ (الفضل انٹرنیشنل لندن 14ستمبر 2018ء صفحہ 15۔ جلد 25، شمارہ 37)

16دسمبر 2005ء جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں خوشیوں سے معمور ایک دن تھا جب اِس زمانے کے ’’سچے‘‘ کی بستی میں موجود اس کے جانشین کی آواز براہ راست ہوا کے دوش پر اکناف عالم میں پھیلی۔ اور مورخہ 28اپریل 2006ء کو دنیا کے آخری کنارے سے احمدیت کی صداقت کی گواہی دی گئی اور فجی سے خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ براہ راست ساری دنیا میں نشر ہوا۔ 27مئی 2008ء کو لنڈن کے مشہور و معروف پرشکوہ ہال ایکسل کنونشن سنٹر (ExCel Convention Centre) سے صدائے خلافت فلک گیر ہوئی، اس دن قادیان اور ربوہ میں منعقد ہونے والے اجتماعات کو بھی براہ راست نشریات میں شامل کیا گیا، اور یوں تین مقامات سے بیک وقت نعرہ ہائے تکبیر اور ’غلام احمد کی جے‘ کا نعرہ تمام عالم میں سنائی دیا۔

(الفضل انٹرنیشنل 5اکتوبر 2018ء صفحہ 11،10۔ جلد 25، شمارہ 40)

مورخہ 30دسمبر 2002ء کو بورکینا فاسو میں براعظم افریقہ کے پہلے احمدیہ ریڈیو سٹیشن کا افتتاح عمل میں آیا، اور تین مختلف زبانوں میں روزانہ 13 گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔

(الفضل انٹرنیشنل 28مارچ 2003ء صفحہ 12۔ جلد 10، شمارہ 13)

خدا تعالیٰ کے فضل سے اِس وقت جماعت کے ریڈیو اسٹیشنز کی تعداد 21 ہے۔ جن میں مالی میں پندرہ، بورکینا فاسو میں چار، سیرالیون میں دو اسٹیشنز شامل ہیں۔ مالی میں دس ریڈیو اسٹیشنز پر روزانہ اٹھارہ گھنٹے اور باقی پانچ سے روزانہ گیارہ گھنٹے کی نشریات پیش کی جاتی ہیں۔ مورخہ 7فروری 2016ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن میں اسلام کی

حقیقی اور پُر امن تعلیم کی تشہیر کے لیے ''وائس آف اسلام'' کے نام سے ڈیجیٹل ریڈیو اسٹیشن کا افتتاح فرمایا۔ جس کی نشریات چوبیس گھنٹے جاری رہتی ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 20 جنوری 2017ء صفحہ 14۔ جلد 24، شمارہ 3۔ الفضل 19 اکتوبر 2018ء صفحہ 11، 12۔ جلد 25، شمارہ 42)

دوسری طرف حسرت و یاس کا منظر ہے۔ ریڈیو اور ٹی وی چینل کا قیام تو بہت دور کی بات ہے، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو آج بھی یہ توفیق نہیں کہ جامع دار السلام میں ان کے جو پروگرام ہوتے ہیں انہیں ایک سے زائد کیمرے سے ریکارڈ کر سکیں۔ یوٹیوب پر موجود ان کے خطبات جمعہ اور سالانہ دعائیہ کی تقاریر اس حقیقت کی گواہی دے رہی ہیں۔ حضرت امیر قوم نے 25 دسمبر 2009ء کو سالانہ دعائیہ کے موقعہ پر بیان کیا: ''ریکارڈنگ سٹوڈیو بھی تیار ہو چکا ہے، اس کے ذریعہ ہم اپنی تمام تقریبات کو تمام ممالک میں آواز کے ساتھ دکھا سکیں گے، اور اس طرح ہر جگہ احمدی احباب یہاں کی جانے والی تقاریر اور تقریبات سے مستفید ہو سکیں گے۔ ہماری اس خواہش کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقت بنا دیا''۔

(پیغام صلح یکم تا 31 جنوری 2010ء صفحہ 4۔ جلد 96 شمارہ 25، 26)

اس ریکارڈنگ سٹوڈیو کے جلوے کب اور کس ملک میں نظر آتے ہیں، اور ان تقریبات کے نظارے سے کون کون سے ممالک کے احمدی مستفید ہو رہے ہیں اس حقیقت سے تا حال پردہ نہیں اٹھا۔ ہاں تقریباً پانچ سال کے وقفے کے بعد حضرت امیر بیان کرتے ہیں: ''حضرت مسیح موعود نے اپنی نظم '' گراما فون سے آرہی ہے صدا'' کے ذریعہ جدید ایجادات کا بھرپور استعمال کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آج کے مبارک دن 3 مئی 2014ء کو میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ میں مرکز میں تمام جماعت اور گھر والوں سے دور آسٹریلیا (سڈنی) میں بیٹھا ہوا اس جدید ایجاد کی وجہ سے مخاطب ہو رہا ہوں...... میں آج آسٹریلیا (سڈنی) سے اس ٹرانسمیشن کے ذریعہ جماعت کے تمام بچوں اور بزرگوں سے مخاطب ہوں، اور مبارکباد دیتا ہوں کہ آج ہماری جماعت ''احمدیہ انجمن لاہور'' جو آج سے سو سال پہلے ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور'' کے نام سے قائم ہوئی اپنے پورے سو سال کر رہی ہے''۔

(پیغام صلح یکم تا 31 مئی 2014ء، صفحہ 1۔ جلد 101، شمارہ 10، 9)

'منور دل' لوگوں کی یہ جماعت سوشل میڈیا کا سہارا لے کر اپنے قیام کے سو سال کا جشن منا رہی ہے، اور جدید ایجادات کا بھرپور استعمال کر رہی ہے۔

آواز آرہی ہے یہ فونو گراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے

پس تاریخ شاہد ہے اور حقائق گواہ ہیں کہ کون دلی صدق کے ساتھ اس سفر پر رواں دواں ہے اور کون لاف و گزاف سے کام لے رہا ہے۔

وہ دیں ہی کیا ہے جس میں خُدائے نشاں نہ ہو
تائیدِ حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 19/ فروری 1995ء کو مسجد فضل لندن سے ایم ٹی اے کے ذریعہ عالمی درس القرآن کے آخر پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے 7 جنوری 1938ء کے خطبہ جمعہ کے دوران عالمی درس و تدریس والی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، کہ میری عمر اس وقت دس سال تھی اور کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ کل کو یہ بچہ کھڑا ہو گا اور اس پیشگوئی کو پورا کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ اس نصیحت آموز درس کے دوران حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: ''بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے کہ ایک خلیفہ کے پہلے خلیفہ سے تضادات ڈھونڈتے رہیں، ایک خلیفہ کے وقت کے نبی سے تضادات ڈھونڈتے رہیں، ایک نبی کے دوسرے انبیاء سے تضادات ڈھونڈتے رہیں، اور ایک نبی کے اللہ سے تضادات ڈھونڈتے رہیں... پیغامیوں نے دیکھو کیا کیا، ساری زندگی اس بات پہ ضائع کر دی، ساری عمر اپنی گنوا دی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان تضادات ڈھونڈتے رہے...... ان فتنوں کی یاد بھیانک ہے۔ حضرت مصلح موعود کے زمانے میں یہ فتنے پیدا ہوتے رہے، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے زمانے میں یہ فتنے پیدا ہوتے رہے۔ جماعت کے ایک حصے کو جو اِن فتنوں کا بانی تھا ان کو تو خدا نے کاٹا ہی، مگر بعض نادان اور کم علم اور کم فہم بھی اس طرح ساتھ کاٹے گئے اور نقصان اٹھا گئے...... یہ سمجھنے کی بجائے کہ خدا نے جس کو زمامِ امامت عطا فرمائی ہے وہ گہری مصلحتوں کے بغیر بات نہیں کر سکتا، وہ اعلیٰ مفادات کے حفاظت میں باتیں کرتا ہے۔ اس مقصد کو پانے کی بجائے لفظوں کو پکڑ لیتے ہیں...... اگر آپ نے ایک خلیفہ کی بیعت کی ہے تو درست کی ہے، اس خلیفہ کو خدا نے مقرر فرمایا ہے، وہ کمزور ہو، ناکارہ ہو خدا اپنے تقرر کی غیرت رکھتا ہے اور حفاظت فرماتا ہے، اور اس کے مخالفین کو ضرور نامراد کیا کرتا ہے۔ پس ہر وہ اختلاف جو مخالفت سے ہوا ہے، وہ اس پودے کی طرح ہے اجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ اسے تو ضرور اکھاڑا جائے گا، وہ شجر خبیثہ ہے اس کو قرار نہیں ملے گا...... خدا کی تائید میرے ساتھ ہے، رہے گی، اور ہر خلیفہ کے ساتھ جب تک مسیح موعود علیہ السلام کے اعلیٰ مقاصد پورے نہیں ہوتے اسی طرح جاری رہے گی، اور جو شخص اس سے تعلق کاٹے گا اس کا خدا سے تعلق کاٹا جائے گا، اس بات میں کوئی شک نہیں ہے''۔

(اقتباس درس القرآن فرمودہ 19 فروری 1995ء)
(https://www.alislam.org/v/6130.html)

☆...☆...(جاری ہے)...☆...☆

جماعت احمدیہ مالٹا کی گیارہویں امن کانفرنس اور تیسرے افطار ڈنر کا کامیاب انعقاد

صدرِ مملکت مالٹا کی شرکت اور خطاب

(اسلامی روزہ اور قیامِ امن کے اسلامی اصول پر گفتگو)

اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ وشانہ کے بے پایاں فضل و احسان اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی برکت سے جماعت احمدیہ مسلمہ مالٹا کو مورخہ 31 مئی 2019ء بروز جمعۃ المبارک 'گیارہویں سالانہ پیس سمپوزیم' اور 'بین المذاہب رمضان افطار ڈنر' کے کامیاب انعقاد کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

امسال یہ دونوں پروگرام مشترکہ طور پر ایک ساتھ منعقد کیے گئے اور اسی مناسبت سے عنوان درج ذیل تھا

"Ramadan & Peace:
the Concept of Fasting in Religions"

اس بین المذاہب پروگرام میں مختلف مذاہب کے راہنماؤں، سیاسی و سماجی شخصیات اور مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب کو دعوت دی گئی۔ صدر مملکت مالٹا عزت مآب ڈاکٹر جارج ویلا (H.E. Dr George Vella) صاحب کو بطور مہمانِ خصوصی دعوت دی گئی جنہوں نے اپنی اہلیہ کے ہمراہ خصوصی طور پر شرکت کی اور افتتاحی خطاب فرمایا۔

صدرِ مملکت مالٹا تقریب سے خطاب کر رہے ہیں

قرآن کریم کی تلاوت اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ اس پروگرام کا آغاز ہوا اور جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا گیا۔ صدر مملکت مالٹا نے اپنے افتتاحی خطاب میں بین المذاہب ہم آہنگی، باہم تبادلہ خیال اور قیام امن کی ضرورت پر زور دیا۔ عزت مآب صدرِ مملکت نے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ 'جماعت احمدیہ اور امام لئیق احمد عاطف کو نہایت وسیع القلبی اور کھلے ذہن کے ساتھ بین المذاہب ہم آہنگی اور اتحاد کے فروغ کے لیے اس بین المذاہب افطار ڈنر کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں'۔

موصوف نے اپنے خطاب میں بیان کیا کہ رمضان نظم وضبط اور اپنے نفس پر کنٹرول کرنا سکھاتا ہے۔ رمضان دوسرے کو سمجھنے اور دوسروں کی ضروریات کا خیال رکھنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہ غرباء کا خیال رکھنے اور سخاوت کا مہینہ ہے۔ یہ وقت حقیقی سکون کی تلاش اور اپنی خوبیوں اور کمزوریوں کا جائزہ لینے، روحانی بیداری کے تجربہ اور زندگی میں بہتر عمل کرنے کے لیے شعور کی مضبوطی کا ذریعہ ہے۔

صدر مملکت مالٹا نے مالٹا میں بسنے والے تمام لوگوں کو پر امن اور خوشگوار تعلقات کے فروغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ 'میں تمام لوگوں سے مضبوط اعتماد، یقین، مذاکرات، باہمی افہام و تفہیم اور inclusion کے فروغ کی از سر نو توثیق کرنے کی اپیل کرتا ہوں۔ آئیں مل کر سلام (امن) کے حقیقی اور حتمی مقصد کے حصول کے طور پر اس کی توثیق کریں۔ السلام علیکم۔'

صدرِ مملکت کے خطاب کے بعد پادری مکرم Dr Joseph Ellul صاحب نے 'عیسائیت میں روزہ کے تصور' اور مکرم Gordhan Mohnani صاحب نے 'روزہ اور ہندومت' کے عنوان پر اظہارِ خیال کیا۔ اس کے علاوہ بدھ مت کے نمائندہ نے بھی مختصر خطاب کیا۔

اسلام احمدیت کی نمائندگی میں خاکسار نے اسلامی روزہ کی فلاسفی اور مقصد کے عنوان پر قرآن و سنت، ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفائے عظام سلسلہ عالیہ احمدیہ کی روشنی میں اختتامی گزارشات پیش کیں۔ نیز بوقتِ افطار قرآن و حدیث سے منتخب ادعیہ پڑھ کر ......باقی صفحہ نمبر 18 پر

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جامعۃ المبشرین سیرالیون کی سالانہ کھیلیں

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعۃ المبشرین سیرالیون 2006ء سے باقاعدہ طور پر سرگرم ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق معلمین کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری ہے۔ جہاں طلباء کی دینی و دنیاوی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے وہاں اس بات کا خیال بھی رکھا جاتا ہے کہ ''العقل السلیم فی الجسم السلیم'' کہ عقل سلیم کے لیے صحت مند جسم کا ہونا بھی ضروری ہے اور ایک صحت مند عابد کو ایک کمزور عابد پر فضیلت حاصل ہے۔ چنانچہ جامعہ احمدیہ میں دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ شعبہ العاب (کھیل و ورزش) بھی باقاعدگی سے سرگرم ہے۔ مکرم مورلائی فورنا (Morlai Fornah) صاحب، استاد جامعہ اس شعبہ کے نگران ہیں۔ جامعہ میں روزانہ باقاعدگی سے بعد نماز عصر ورزش کا اہتمام کیا جاتا ہے جو کہ ہر طالب علم کے لیے لازمی ہے۔ اس کے بعد طلباء اپنے شوق کے مطابق فٹ بال یا والی بال کھیلتے ہیں۔

طلباء کے شوق کو بڑھانے اور مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لیے ہر سال باقاعدگی سے مختلف ٹیم ایونٹس اور انفرادی کھیلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ سال کے آغاز میں تمام طلباء کو تین گروپس، قناعت، شفقت اور بسالت میں تقسیم کرکے ان کی نگرانی جامعہ کے اساتذہ کے سپرد کی جاتی ہے تا وہ انہیں کھیلنے کے صحیح طریقوں سے آگاہ کریں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ مسابقت کی یہ روح مثبت پہلوؤں کو اجاگر کرنے والی ہو۔

سال 19-2018ء میں جامعہ میں درج ذیل انفرادی اور اجتماعی کھیلوں کے مقابلے منعقد کیے گئے۔

باقی صفحہ نمبر 19 پر......

جماعتِ احمدیہ ارجنٹینا کی انٹرنیشنل بُک فیئر 2019ء میں کامیاب شرکت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ ارجنٹینا کو گزشتہ سال پہلی مرتبہ بین الاقوامی کتاب میلے میں سٹال لگانے کی توفیق ملی تھی۔ امسال بھی دارالحکومت Buenos Aires میں منعقد ہونے والے International Book Fair میں 25/ اپریل سے 13 مئی تک جماعتی سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ یہ Book Fair ارجنٹائن کا سب سے اہم سالانہ cultural event ہے اور دنیا کے اہم ترین Book Fairs میں شمار ہوتا ہے جس میں ہر سال زائرین کی تعداد ایک کروڑ سے زائد ہے۔

قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کے علاوہ سپینش زبان میں مختلف اسلامی لیٹریچر جماعتی سٹال کی زینت بنا۔ دورانِ Book Fair اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی ہزار افراد تک اسلام احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا پیغام پہنچانے کی توفیق حاصل ہوئی۔ 100 سے زائد افراد نے جماعت سے مستقل رابطہ میں رکھنے اور اسلام احمدیت کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے جن سے رابطے کی معلومات لے لی گئی تھیں۔ دورانِ Book Fair دو کانفرنسز بھی منعقد کی گئیں جن میں 150 سے زائد احباب نے شرکت کی اور بہت دلچسپی ظاہر کی۔

جماعتِ احمدیہ ارجنٹائن کے لوکل افراد کے علاوہ جماعت Uruguay اور جرمنی سے بھی احمدی احباب معاونت کے لیے تشریف لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ تمام رضا کاروں کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین

(رپورٹ: مروان سرور گل۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل ارجنٹینا)

☆...☆...☆

سیرالیون کے مشاکا (MASIAKA) ریجن میں دو مساجد کا افتتاح

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2 مئی 2019ء کو جماعتِ احمدیہ سیرالیون کو مشاکا (MASIAKA) ریجن میں دو نئی مساجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علی ذالک۔ ان دونوں مساجد کی تعمیر کے لئے فنڈز کی فراہمی حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفقت سے مرکز کی طرف سے کی گئی۔ ان تقریبات اور مساجد کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

....

MOMOLAI TOWN MOSQUE
(احمدیہ مسجد موامولائی)

(احمدیہ مسجد موامولائی)

یہ مسجد مشاکا ریجن کی کویا (KOYA) چیفڈم میں تعمیر کی گئی ہے۔ مسجد کے افتتاح کی تقریب کا باقاعدہ آغاز دن دس بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جس کے بعد معزز مہمانوں کا تعارف کروایا گیا۔ مکرم و محترم افتخار احمد گوندل صاحب، ریجنل مشنری WATERLOO، نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور دعا کے ساتھ مسجد کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ مکرم ولید احمد صاحب، ریجنل مشنری مشاکا بھی اس موقع پر موجود تھے۔ اس بابرکت تقریب میں احمدی و غیر احمدی احباب سمیت کل 350 افراد نے شرکت کی۔ مسجد کا کل مسقّف احاطہ 30x40 فٹ ہے اور اس میں 200 نمازیوں کی گنجائش ہے۔

پروگرام کے اختتام پر حاضرین کی تواضع ایک پر تکلف کھانے سے کی گئی۔

MASIAKA TOWN MOSQUE
(احمدیہ مسجد مشاکا ٹاؤن)

یہ مسجد بھی مشاکا ریجن کی کویا (KOYA) چیفڈم میں تعمیر کی گئی ہے۔ مسجد کے افتتاح کی تقریب کا باقاعدہ آغاز بعد نماز ظہر و عصر، تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جس کے بعد معزز مہمانوں کا تعارف کروایا گیا۔ اس بابرکت تقریب میں مکرم و محترم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون، مکرم ڈاکٹر شیخو تاموصاحب، مکرم افتخار احمد گوندل صاحب، ریجنل مشنری WATERLOO، مکرم ولید احمد صاحب، ریجنل مشنری مشاکا، مکرم چیف کمرا بائی کاربو صاحب (CHIEF QUMRABAI KARGBO)، صدر مشاکا جماعت، احمدی و غیر احمدی احباب سمیت کل 200 افراد نے شرکت کی۔ مکرم و محترم امیر صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور دعا کے ساتھ اس مسجد کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔

(احمدیہ مسجد مشاکا ٹاؤن)

اس مسجد کے تعمیری کام کی نگرانی کی سعادت مکرم چیف کمرا بائی کاربو صاحب (CHIEF QUMRABAI KARGBO) کو حاصل ہوئی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مسجد کا کل مسقّف احاطہ 30x40 فٹ ہے اور اس میں 200 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ پروگرام کے اختتام پر حاضرین کی تواضع ایک پر تکلف کھانے سے کی گئی۔ (رپورٹ عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

☆...☆...☆

ارجنٹینا کے بک فیئر میں جماعت احمدیہ کا سٹال

تعارف کتاب

گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے

(درثمین احمد۔ جرمنی)

نام کتاب: ''گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے''
(روحانی خزائن جلد 18)
مصنف: سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
شائع کردہ: نظارت اشاعت ربوہ پاکستان
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
سن اشاعت: 2008ء
تعداد صفحات: 30

کچھ مصنف کے بارے میں

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مبعوث فرمایا تا کہ آپؑ کے ذریعے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے۔ اسی لیے خدائے کریم نے آپؑ کی بعثت سے قبل وہ تمام اسباب مہیا فرمادیے جن کے ذریعے کتابوں اور رسالوں کی نشرواشاعت ممکن اور عام ہوگئی۔ سو اس زمانے میں محمد ﷺ کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے کے لیے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اترا، اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرخچے اڑادیے، اور محمد ﷺ اور اسلام کا پرچم ایسا بلند کیا کہ اس کی رفعتیں آسمانوں کو چھورہی ہیں اور ساری دنیا میں آپؑ کا یہ پیغام آپؑ کی تحریرات کے ذریعے پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب کا پس منظر

ذیل میں دیے گئے تعارف ''گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے'' کا مضمون رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو کے پہلے شمارہ جنوری 1902ء میں حضور کے نام کے بغیر شائع ہوا تھا۔ طرز تحریر اور مضمون کی اندرونی اور بیرونی شہادات سے ثابت ہے کہ یہ مضمون حضرت مسیح موعودؑ کا ہی تحریر فرمایا ہوا ہے۔ رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' کے انگریزی کے پہلے شمارہ اشاعت 20 جنوری 1902ء میں بھی یہ مضمون شامل ہے۔

اس رسالہ کی اشاعت کے چار دن بعد ایڈیٹر الحکم نے اپنے اخبار کی 24 جنوری 1902ء کی اشاعت میں ریویو کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ ''میگزین کے مضامین کے متعلق کہ وہ کیسے ہیں؟ ہمیں بغیر اس کے اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں۔'' اس کے بعد انہوں نے اس رسالہ میں شائع ہونے والے مضامین کی مکمل فہرست دی ہے جس میں تیسرے نمبر پر اس مضمون کا ذکر ہے اور پھر لکھا ہے کہ: ''مندرجہ بالا مضامین جو سب کے سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلے ہیں لیے ہوئے پہلا رسالہ شائع ہوا ہے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے یہ مضمون پہلی بار روحانی خزائن کے نئے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن 2008ء میں شامل کیا گیا ہے۔ ترتیب کے لحاظ سے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی 70ویں کتاب ہے جو کہ روحانی خزائن کی 18ویں جلد میں چھٹے نمبر پر موجود ہے۔

تعارف

اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیوں کے مشنریوں کے نجات سے متعلق تصور کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انسانوں کو گناہوں سے نجات دلانے کی خاطر صلیب پر قربانی دی، کے نتیجہ میں سادہ لوح مسلمانوں کی اصلاح فرمائی جو اس عقیدہ سے متاثر ہورہے تھے۔ اس کا اظہار اس زمانہ کے مشہور مصنف ٹالسٹائی نے بھی ''ریویو آف ریلیجنز'' کے متعلقہ رسالہ کے مطالعہ کے بعد کیا جس میں اس رسالہ کے دو مضامین ''گناہ سے نجات کیوں کر ممکن ہے'' اور ''اُخروی زندگی'' کو بہت پسند کیا۔ (بحوالہ احمدیہ بلیٹن جرمنی شمارہ اگست و ستمبر 2013ء صفحہ نمبر 7)

نفس مضمون

اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیت کے اس تصور نجات کو رد فرمایا ہے اور وضاحت فرمائی ہے کہ ہر شخص اپنے گناہوں اور اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ لہٰذا نجات کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ انسان ازخود جدوجہد کرے تا کہ اپنے گناہوں سے نجات پائے۔ آپؑ نے بیان کیا کہ ہم جس قدر جسمانی حالت میں ترقی کر گئے ہیں اسی قدر ہم روحانیت میں تنزل میں ہیں۔ دنیا کا کاروبار دو کششوں پر چلتا ہے جس پہلو میں یقین کی قوت زیادہ ہے وہ اس دوسرے پہلو کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ برائی کی کشش کے مقابل پر خدا تعالیٰ آسمانی کشش کو ظاہر کرے۔ اور جب دو مخالف اور پرزور کششیں باہم ٹکرائیں تو ضروری ہے کہ ایک کشش، دوسری کو فنا کردے یا دونوں فنا ہوجائیں۔ اور اس ضمن میں آپؑ نے مختلف الہامی کتابوں سے مثال دیکر اس لڑائی کے مختلف ادوار بیان کیے اور بیان کیا کہ اس حساب کی رو سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ زمانہ نور اور ظلمت کی لڑائی کا آخری زمانہ ہے۔ ظلمت اپنے پورے زوروں پر ہے اور اسلام کی سچائی اب محض نام کی باقی رہ گئی ہے اور رسمی عقیدے، رسمی نمازیں اور رسمی علم اس روشنی کو بحال نہیں کرسکتیں۔ اس کے لیے ایسے آسمانی نور کے منار کی ضرورت ہے جس کی روشنی سے تمام دنیا منور ہوجائے۔ پھر آپؑ نے لفظ منار کی نہایت لطیف تشریح فرمائی۔ آپؑ نے بیان کیا کہ منار اس نفس مقدس، مطہر اور بلند ہمت کا نام ہے جو انسان کامل کو ملتا ہے۔ اسی لیے مسیح موعود کی خاص طور پر آمد اور منار کے پاس اترنے سے مراد ایک جلالی طور کی آمد ہے جو خدائی رنگ اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ آپؑ نے بیان کیا کہ مسیح موعود کا آنا دو رنگ میں ہوگا۔ اول کہ وہ دَور ابتلا اور تکلیفوں کا ہوگا اور اس لیے لازم ہے کہ وہ ستایا جائے اور دکھ دیا جائے اور الزام دیا جائے۔ تب اس کی جلالی آمد کا وقت آجائے گا۔ اور ان پر یہ ظاہر کیا جائے گا کہ آنے والا سچا اور خدا کی جانب سے ہے جس کی پیشگوئیاں روایتوں اور حدیثوں میں مذکور ہیں۔ آپؑ نے بیان کیا کہ مذہب میں یہ قوت ہے کہ اس کے لیے کسی تلوار کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ وہ اپنی سچائی کو عقلی دلائل سے یا آسمانی شہادتوں سے باآسانی ثابت کرسکتا ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے خدائی قانون قدرت کے ان تین اہم حقوق کا ذکر کیا جو بنی نوع سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں لوگوں نے اپنے مفاد کی خاطر تبدیل کرلیا اور اس کام میں مولوی بھی شریک ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپؑ نے عیسائی مذہب کی غلط اور فرسودہ تعلیم اور ان کے نظریات کو رد کیا اور باطل قرار دیا۔ اور بیان کیا کہ دونوں مذاہب ہی افراط و تفریط کا شکار ہو چکے ہیں مگر مسلمانوں میں بہت سے ایسے ہیں جو بندوں کے حقوق کو تلف کرتے ہیں جبکہ عیسائیوں نے تو خدا کے حقوق کو تلف کردیا یہاں تک کہ ایک انسان کو خدا بناڈالا۔ آپؑ نے بیان کیا کہ قدرتی طور پر انسان ہر اس چیز سے اپنے تئیں بچاتا ہے جس کے مضر اثرات سے وہ واقف ہوتا ہے لہٰذا گنہگاروں کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے وجود اور یوم آخرت پر یقین نہیں رکھتے کیونکہ خدا تعالیٰ کی معرفت اور اس پر کامل ایمان اس کو اس بات سے روکتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کو توڑے اور گناہ کرے۔ آپؑ نے بیان کیا کہ خدا کی ذات کا کامل عرفان اور اس کی ذات پر یقین ہی وہ پانی ہے جو گناہ کے نقوش کو دھوئے گا اور لوح سینہ کو صاف کرکے ربانی نقوش کے لیے مستعد کردے گا۔ اس لیے کوشش کرو تا کہ تمہیں توفیق ملے اور ڈھونڈو تا کہ تم کو یہ میسر ہو اور دلوں کو نرم کرو تا کہ تمہیں ان باتوں کی سمجھ آسکے کیونکہ سخت دل کبھی سچائی کو نہیں پاسکتا۔

(ماخوذ از روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 650)

آپؑ اسلام کا دیگر بڑے مذاہب سے موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم بغیر اس راہ کے کہ خدا کی عظمت تمہارے دل میں قائم ہو اور اس زندہ خدا کا جلال تم پر کھلے اور اس کا اقتدار تم پر ظاہر ہو اور دل یقین کی روشنی سے بھر جائے کسی اَور طریق سے تم گناہ سے سچی نفرت کرسکو۔ ہرگز نہیں ایک ہی راہ ہے اور ایک ہی خدا اور ایک ہی قانون۔''

(بحوالہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 651)

حضرت اقدس علیہ السلام ثابت فرماتے ہیں کہ صرف مذہب اسلام ہی ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ کی کامل معرفت دیتا اور اس کی ذات کا کامل یقین دیتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اسے

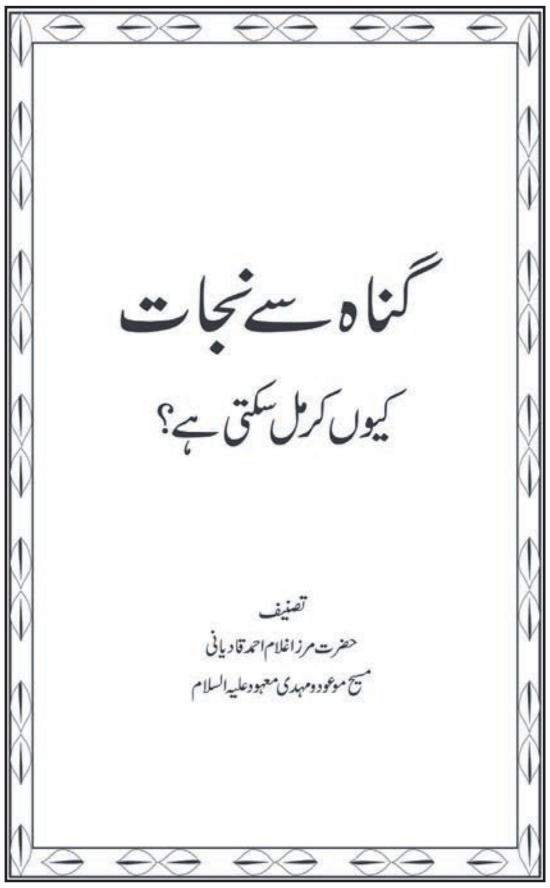

گناہ سے نجات دلاتا ہے۔

محترم قارئین کرام! یوں تو سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تمام تحریرات ہی آب رواں ہیں کہ جو بھی ان کو پڑھ کر ان سے معرفت کا جام پیے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریرات کا بغور مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور سینے اس نور سے اس طرح منور ہوجائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہوجائیں۔ آمین ثم آمین۔

☆...☆...☆

بقیہ: مالٹا میں پیس سمپوزیم اور افطار...از صفحہ نمبر 16

روزہ افطار کرایا۔ افطار کے بعد ہال میں تمام مہمانوں کی موجودگی میں نماز مغرب ادا کی گئی جس کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

عزت مآب صدر مملکت مالٹا اس پروگرام کے انعقاد پر بہت زیادہ متاثر ہوئے اور جماعتی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ تمام حاضرین نے اس بین المذاہب پروگرام کو بہت سراہا اور آئندہ بھی ایسے پروگراموں کے انعقاد کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس موقع پر مختلف عیسائی فرقوں کے نمائندگان بھی شریک ہوئے اور سب ہی نے اس پروگرام کے انعقاد پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ سب ہی کے جذبات اسی طرح کے تھے کہ ہمارے لیے اس پروگرام میں شرکت کرنا ایک اعزاز ہے۔ جماعت احمدیہ کا مشن نہایت اعلیٰ ہے۔ آپ اپنے اس عظیم مشن کو جاری و ساری رکھیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ پر اپنا فضل نازل فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے ان گنت فضل و احسان سے یہ پروگرام نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ حاضری بھی بہت نمایاں رہی۔ ہوٹل کا ہال مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ مالٹا کے نیشنل ٹیلیویژن نے اپنی ویب سائٹ پر اس خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اس تقریب میں نوے افراد شامل ہوئے جن میں پانچ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے ستر سے زائد مہمان شامل ہیں۔

قارئین الفضل سے جماعت احمدیہ مسلمہ مالٹا کی مال و نفوس میں برکت اور تبلیغی میدان میں اعلیٰ کامیابیوں کے لیے دعاؤں کی درخواست ہے۔

(رپورٹ: لئیق احمد عاطف۔ مبلغ سلسلہ وصدر جماعت مالٹا)

☆...☆...☆

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ سیرالیون 2019ء

......از صفحہ نمبر 04

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا 56 واں جلسہ سالانہ 8، 9 اور 10 فروری 2019 کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بہت کامیاب فرمائے اور تمام شاملین جو اس منفرد اور خاص مذہبی اجتماع میں شرکت کر رہے ہیں، خدا کے نمایاں فضل اور بے انتہا برکتیں حاصل کرنے والے ہوں۔

یہ ذہن میں رکھیں کہ ایک احمدی مسلم پیدا ہونا یا اپنے آپ کو احمدی کہلانا کافی نہیں ہے۔ یقیناً، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا تو صرف احمدیت کی طرف پہلا قدم ہے۔ بلکہ ایک باعمل احمدی بننے کے لیے بے انتہا کوشش کرنے کی ضرورت ہے کہ ان افعال پر مکمل لگن اور یکسوئی کے ساتھ عمل کیا جائے جو ایک احمدی سے توقع کیے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام واضح طور پر فرماتے ہیں، بیعت کا مطلب اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ”ہمارے مہدی“ کے الفاظ سے خطاب فرمایا ہے۔ یہ پیار اور قرب کے اظہار کا اعلیٰ مقام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مہدی معہود علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے جن کو آخری دنوں میں اسلام کے احیاء اور قیام امن کے لیے دنیا میں آنا تھا۔

آپ علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو بڑے درد کے ساتھ اپنی بیعت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے تا کہ ہم حقیقی احمدی بن سکیں۔ یہ وہ ارشادات ہیں جنہیں ہمیں باقاعدہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے اور یہی ہماری روحانی تربیت کا ذریعہ ہیں۔ اسی کے ذریعہ ہم دین کا ادراک بھی حاصل کر سکتے ہیں اور اسی کہ ذریعہ سے ہم خدا تعالیٰ کے قرب پانے کے راستے بھی تلاش کر سکتے ہیں۔ یہی ذریعہ ہے جس سے ہم قرآن کریم کے اسرار و معارف تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور یہی ذریعہ ہے جس سے ہم اپنی اعتقادی اور عملی حالتوں کو درست کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ بڑی بدقسمتی ہو گی اگر ہم اس خزانے کے ہوتے ہوئے اس سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ پس جماعت کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ آپ علیہ السلام کے الفاظ کو ہدایت کے حصول کے لیے پڑھے اور غور کرے اور ان پر عمل کرے تا وہ ان اعلیٰ روحانی مدارج کو حاصل کرنے والا ہو جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے توقع رکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بار بار یہ الہام ہوا۔ ”ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون“ (النحل:129)

یعنی اللہ تعالیٰ ان کی حمایت و نصرت میں ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا جانے یہ الہام دو ہزار مرتبہ ہوا ہو۔ اس سے غرض یہی ہے کہ تا جماعت کو معلوم ہو جاوے کہ صرف اس بات پر ہی فریفتہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خشک ایمان سے راضی ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت اس وقت ملے گی جب سچا تقویٰ اور پھر نیکی ساتھ ہو۔“

ہم پر، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا دعویٰ کرتے ہیں، لازم ہے کہ نا صرف ہم آپؑ کے الفاظ کو پڑھیں اور سنیں بلکہ ان پر عمل کرتے ہوئے اپنی روحانی حالتوں کو اس درجہ پر لے آئیں جس کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے کی ہے۔ اور سب سے ضروری یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ایک ذاتی تعلق بناتے ہوئے اپنی روحانی حالت کو بہتر کریں، اور مسلسل اپنے عملوں کو بہتر کریں اور تبلیغ کی نئی راہیں کھولیں۔ ہمیں اس حقیقت پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان لیا ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کامل پیرو تھے، جنہوں نے اسلام کا دفاع اور اس کی عظمت کو بحال کرنا تھا۔ ہمیں اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور اپنی روحانی حالتوں کو بہتر کرنا چاہیے اور

شاملین جلسہ سالانہ 2019ء

اپنی عبادتوں کے معیار کو اس درجہ تک لے جانا چاہیے جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ اور تمام قسم کی بدیوں کو چھوڑتے ہوئے مکمل ایمانداری سے نیک اعمال بجالانے چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت الفاظ اور نصائح پر توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائے، اور وہ آپ کے جلسہ کو بہترین طور پر کامیاب فرمائے اور آپ سب کو بیعت کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ ہمیشہ نظام خلافت سے وفادار رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کی زندگیوں میں حقیقی تبدیلی لاتے ہوئے آپ کو نیکی، تقویٰ اور اسلام اور انسانیت کی خدمت میں بڑھانے والا ہو۔ اللہ آپ سب پر فضل فرمائے۔“

....

اس کے بعد ڈپٹی منسٹر آف واٹر ریسورسز Mr Ed-ward H. Sandy نے مختصر خطاب کیا۔

اس اجلاس میں ”سوشل میڈیا کے نقصانات“ اور ”نماز کی اہمیت“ پر تقاریر کی گئیں۔ آخر پر مکرم امیر و مشنری انچارج سیرالیون نے حاضرین کو چند نصائح سے نوازا۔

اس کے بعد معزز مہمانوں نے اپنے تاثرات پیش کیے۔

اختتامی دعا:

محترم امیر و مشنری انچارج صاحب سیرالیون نے آخر پر تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور متعدد امور کی طرف توجہ مبذول کروائی۔ جلسہ کے شعبہ تجنید کے مطابق امسال جلسہ سالانہ سیرالیون میں 22,718 افراد نے شرکت کی، الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

میڈیا کوریج:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ سیرالیون کو ملک گیر میڈیا کوریج دی گئی، جلسہ سالانہ کے دوران کل 30 ریڈیو اور TV چینلز کے نمائندگان موجود رہے جن میں سے 22/ ریڈیو چینلز بشمول احمدیہ مسلم ریڈیو نے جلسہ کی کارروائی براہ راست نشر کی جبکہ 8 ریڈیو چینلز جلسہ کی ریکارڈنگز مختلف انداز میں اب تک نشر کر چکے ہیں۔ ریڈیو کے علاوہ ملک کے قومی TV چینل SLBC نے بھی جلسہ سالانہ سیرالیون کو ملک گیر کوریج دی جبکہ دیگر TV چینلز میں FTN ٹی وی نے جلسہ کی کارروائی اپنے 3 چینلز پر براہ راست نشر کی۔ اس کے علاوہ AYV ٹی وی نے یہ کارروائی اپنے 9 چینلز پر نشر کی۔

آڈیو وڈیو سیکشن سیرالیون نے اپنے Youtube چینل پر جلسہ سالانہ کی تمام کارروائی براہ راست نشر کی اور بعد میں جلسہ کی تمام کارروائی اسی چینل پر چڑھا دی گئی ہے۔

اس کے علاوہ آڈیو وڈیو کے Facebook Page پر پہلے اجلاس کی کارروائی براہ راست دکھائی گئی۔ Twitter اور Instagram پر جلسہ سالانہ کی تصاویر روزانہ چڑھائی گئیں جن سے بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے استفادہ کیا۔

اس کے علاوہ پرنٹ ذرائع ابلاغ نے بھی جلسہ سالانہ سیرالیون کو قومی و مذہبی تہوار کی طرح پیش کیا، کل 25 اخبارات نے جلسہ سالانہ سے قبل اور جلسہ سالانہ کے بعد خبریں شائع کیں۔

بک سٹال:

جلسہ کے موقع پر بک سٹال کا بھی اہتمام کیا گیا۔

اس جلسہ میں شرکت کے لیے دیگر ممالک سے وفود اور مہمانوں کی شمولیت:

گنی کناکری، نائیجیریا، گیمبیا، لائبیریا، جرمنی، ناروے، برطانیہ، امریکہ، گھانا، آسٹریلیا سے وفود اور مہمان تشریف لائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعتِ احمدیہ سیرالیون کو خلافتِ احمدیہ کی برکت سے پہلے سے بڑھ کر ترقیات سے نوازے اور جماعت کی تعلیم و تربیت کے لیے مزید پروگرامز کے انعقاد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(رپورٹ آصف محمود۔ مربی سلسلہ سیرالیون)

☆...☆...☆

بقیہ: جامعۃ المبشرین سیرالیون کی کھیلیں

...از صفحہ 17

انفرادی مقابلہ جات

دوڑ 100 میٹر، 200 میٹر، 300 میٹر، 400 میٹر، 1500 میٹر، بوری دوڑ، تین ٹانگ دوڑ، لمبی چھلانگ، اونچی چھلانگ، تھالی پھینکنا، گولہ پھینکنا، میوزیکل چیئر، نشانہ غلیل، ثابت قدمی، کلائی پکڑنا، arm wrestling، تیز پیدل چلنا، کراس کنٹری ریس۔ اور روک دوڑ۔

اجتماعی مقابلہ جات

4*100 میٹر دوڑ، 4*200 میٹر ریس، 4*400 میٹر ریس، رسہ کشی، فٹبال، باڑی اور والی بال۔

اجتماعی مقابلہ جات کے ابتدائی دور کے میچز ماہ مارچ میں کروائے گئے اور ان کے فائنل اور انفرادی مقابلہ جات کا انعقاد جامعہ کی ورزشی ریلی 10 تا 13 اپریل کو کیا گیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم مبارک احمد گھمن صاحب پرنسپل جامعہ نے طلباء کو نصائح کیں۔ اور دعا کے ساتھ سالانہ کھیلوں کا آغاز فرمایا۔ اس موقع پر طلباء کی حوصلہ افزائی کے لیے جامعہ کے جملہ اساتذہ بھی موجود تھے۔ محض اللہ کے فضل سے یہ ورزشی ریلی انتہائی کامیاب رہی۔

اس ورزشی ریلی کا ایک دلچسپ مقابلہ ہر سال اساتذہ اور طلباء کے مابین ہونے والا والی بال کا مقابلہ تھا جسے اس سال بھی اساتذہ کی ٹیم نے جیت لیا۔

کھیلوں کے آخری دن روک دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ اس دن کے مہمان خصوصی مکرم محترم عقیل احمد صاحب ریجنل مشنری BO ریجن تھے۔ آپ نے طلباء کو مفید نصائح سے نوازا۔

انفرادی مقابلہ جات میں بہترین کھلاڑی عزیزم ابوبکر اے کمارا (Abu Bakar A Kamara) قرار پائے۔ اور قناعت گروپ نے فاتح گروپ کی ٹرافی جیتی۔

(رپورٹ: عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

☆...☆...☆

Al-Fazl International, London

twice-weekly

Tahir House - 22 Deer Park Road London SW19 3TL ISSN: 2632-6558 Tel: +0044 20 8544 7603 Fax: +0044 20 8544 7611 Email: info@alfazlintl.org

Vol 26 | Monday 03 June 2019 | Issue No. 24

فتح ہوتے ہیں کبھی ملک بھی کف گیروں سے

احمدیت کے علمبردار دو گروہوں کے صدی کے سفر کا تقابلی جائزہ

(قسط نمبر 6)

(لئیق احمد مشتاق۔ مبلغ سلسلہ سرینام، جنوبی امریکہ)

مبلغین کی تیاری

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے جماعت کے نونہالوں کو عیسائیت، الحاد اور مغربی تہذیب سے بچانے اور انہیں اسلام کا مخلص خادم بنانے کے لیے 15/ستمبر 1897ء کو قادیان میں ایک مثالی اسلامی درس گاہ کے قیام کی بذریعہ اشتہار تحریک فرمائی۔ حضورؑ نے لکھا: ’’اگرچہ ہم دن رات اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ لوگ اس سچے معبود پر ایمان لاویں جس پر ایمان لانے سے نور ملتا ہے اور نجات حاصل ہوتی ہے، لیکن اس مقصد تک پہنچنے کے لیے علاوہ ان طریقوں کے جو استعمال کیے جاتے ہیں، ایک اَور طریق بھی ہے اور وہ یہ کہ ایک مدرسہ قائم ہو کر بچوں کی تعلیم میں ایسی کتابیں ضروری طور پر لازمی ٹھہرائی جائیں جن کے پڑھنے سے ان کو پتہ لگے کہ اسلام کیا شے ہے۔ اور کیا کیا خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اور جن لوگوں نے اسلام پر حملے کیے ہیں وہ حملے کیسے خیانت اور جھوٹ اور بے ایمانی سے بھرے ہوئے ہیں...... میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسی کتابیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے میں تالیف کروں گا بچوں کو پڑھائی گئیں تو اسلام کی خوبی آفتاب کی طرح چمک اٹھے گی...... اس لیے میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بچوں کی تعلیم کے ذریعہ سے اسلامی روشنی کو ملک میں پھیلاؤں‘‘۔ اس مدرسہ کا افتتاح 3 جنوری 1898ء کو ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 2، صفحہ 1،2۔ ایڈیشن 2007ء)

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی رضی اللہ عنہما کی وفات سے جماعت میں جو زبردست خلا پیدا ہوا، اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت تشویش ہوئی اور خدائی تصرف کے ماتحت حضور علیہ السلام کا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ جماعت میں قادر الکلام اور دینی خدمت کا جذبہ رکھنے والے علماء پیدا کرنے کا مستقل انتظام ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے حضور علیہ السلام نے بہت سے احباب کے سامنے یہ امر پیش فرمایا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایسی اصلاح ہونی چاہیے کہ یہاں سے واعظ اور علماء پیدا ہوں، جو ان لوگوں کے قائمقام بنیں جو گزرتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ مختلف بزرگان کی تجویز پر حضور علیہ السلام نے مدرسہ تعلیم الاسلام میں ہی دینیات کی ایک شاخ کھولنے کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ جنوری 1906ء میں یہ شاخ کھل گئی اور ’’مدرسہ احمدیہ‘‘ کی بنیاد پڑی۔

(تاریخ احمدیت جلد 2، صفحہ 412،413۔ ایڈیشن 2007ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1919ء میں عربی کالج کے قیام کو عملی شکل دینے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی، اور 15/اپریل 1928ء کو جامعہ احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 5، صفحہ 18،19۔ ایڈیشن 2007ء)

قیام پاکستان کے بعد انتہائی نامساعد حالات کے باوجود اس اولوالعزم خلیفہ نے اس مادر علمی کے پرچم کو بھی بلند رکھا اور چنیوٹ اور احمد نگر سے ہوتا ہوا یہ ادارہ ربوہ میں آباد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ’’میں چاہتا ہوں کہ ہم میں ایسے لوگ ہوں جو ہر ایک زبان کے سیکھنے والے اور پھر جاننے والے ہوں، تا کہ ہم ہر ایک زبان میں آسانی کے ساتھ تبلیغ کر سکیں۔ اس کے متعلق میرے بڑے بڑے ارادے اور تجاویز ہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر یقین رکھتا ہوں کہ خدا نے زندگی دی اور توفیق دی، اور پھر اپنے فضل سے اسباب عطا کیے اور ان اسباب سے کام لینے کی توفیق ملی تو اپنے وقت پر ظاہر ہوجاویں گے۔ غرض میں تمام زبانوں اور تمام قوموں میں تبلیغ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس لیے کہ یہ میرا کام ہے کہ تبلیغ کروں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ بڑا ارادہ ہے، اور بہت کچھ چاہتا ہے، مگر اس کے ساتھ ہی میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا ہی کے حضور سے سب کچھ آوے گا، میرا خدا قادر ہے جس نے یہ کام میرے سپرد کیا ہے وہی مجھے اس سے عہدہ برآء ہونے کی توفیق اور طاقت دے گا۔ کیونکہ ساری طاقتوں کا مالک تو وہ آپ ہی ہے‘‘۔ (منصب خلافت، انوار العلوم جلد 2، صفحہ 37۔ ایڈیشن جون 2008ء قادیان)

حضرت مصلح موعودؓ کے بسائے ہوئے اس مقدس شہر میں جامعہ احمدیہ کی وسیع و عریض عالیشان عمارت اور طلباء کے قیام کے ہوسٹل تعمیر ہوئے۔ پھر واقفین اور مبلغین کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن قائم کیا گیا۔ اور طاہر ہوسٹل، نور ہوسٹل اور محمود ہوسٹل کی خوبصورت اور بلند و بالا عمارات تعمیر ہوئیں۔ اور اس ادارے نے ہزاروں خوشنما پھل اور پھول پیدا کیے۔

یکم اکتوبر 2005ء وہ تاریخی دن تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن میں براعظم یورپ کے پہلے جامعہ احمدیہ کا افتتاح فرمایا، اس بابرکت موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’انشااللہ ایک دن آئے گا کہ ہر ملک میں جامعہ احمدیہ کھولنا پڑے گا۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو جماعتِ احمدیہ کا خالص دینی تعلیم سکھانے والا ادارہ ہے۔ خالص وہ لوگ یہاں داخل ہوں گے جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لیے وقف کی ہیں‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 28اکتوبر 2005ء صفحہ 1۔ جلد 12، شمارہ 43)

پھر دس مارچ 2017ء کو خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’اس وقت ربوہ اور قادیان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے اور جرمنی میں بھی جامعہ ہیں، جن میں یورپ کے رہنے والے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ کینیڈا میں جامعہ احمدیہ ہے جو وہاں باقاعدہ حکومتی ادارے سے منظور ہو چکا ہے، وہاں بعض دوسرے ممالک سے بھی طلباء آ سکتے ہیں اور آئے ہوئے ہیں، پڑھ رہے ہیں۔ غانا میں جامعہ احمدیہ ہے، اس سال وہاں بھی اس کی شاہد کی پہلی کلاس نکلے گی، جہاں اس وقت مختلف ممالک سے آئے ہوئے طلباء زیر تعلیم ہیں، بنگلہ دیش میں بھی جامعہ احمدیہ ہے۔ انڈونیشیا میں بھی جامعہ احمدیہ کو شاہد کے کورس تک بڑھا دیا گیا ہے‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 31مارچ 2017ء صفحہ 6۔ جلد 24، شمارہ 13)

اس کے علاوہ تنزانیہ، کینیا، سیرالیون اور نائیجیریا میں بھی جامعہ احمدیہ قائم ہے۔ ان تمام جامعات کی مکمل اور جدید سہولیات سے آراستہ تدریسی عمارتیں نیز اساتذہ اور طلباء کی رہائشی عمارتیں ہیں۔ دینی اور روحانی تعلیم کے ساتھ ساتھ جسمانی غذا کا بھی پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ غرض قادیان کی مقدس بستی میں ایک سو بارہ سال قبل بویا گیا یہ بیج اب ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ اس کی جڑیں زمین میں پیوست اور شاخیں اطراف عالم میں پھیل چکی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے اب جماعتِ احمدیہ اس ربانی حکم کو عملی طور پر پورا کرنے کے دور میں داخل ہو رہی ہے کہ مختلف اقوام رنگ اور نسل کے لوگ تفقہ فی الدین کے بعد اپنی اپنی قوموں کی طرف لوٹ کر انذار و تبشیر کا کام سرانجام دیں۔ اب دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ان 13 جامعات سے فارغ التحصیل طلبا شہر شہر اور ملک ملک پھیل رہے ہیں، اور خلافت کے سلطان نصیر بن کر تبلیغ اسلام کے جہاد اکبر میں مصروف ہیں۔

اب ’تبلیغ اسلام کی دیوانی‘ جماعت کی صورتحال پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ یہ جماعت اِس نظام سے بھی بے نصیب ہے۔ سو سالہ تاریخ میں دینی تعلیم کے لیے مخصوص عمارت مکمل تدریسی نظام کے ساتھ دنیا کے کسی گوشے میں موجود نہیں۔ دنیاوی آسائشوں سے منہ موڑ کر دین اسلام کی خاطر زندگیاں وقف کر کے دینی تعلیم کے حصول کے بعد اہل و عیال اور عزیز رشتہ داروں سے جدا ہو کر دنیا کے کسی دوسرے ملک میں خدمت دین کے نظام سے یہ جماعت یکسر محروم ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی سوانح عمری ’’مجاہد کبیر‘‘ کے نام سے شائع شدہ ہے۔ جس میں ان کے حالات زندگی، علمی اور انتظامی کامیابیوں کا ذکر ہے۔ اس پوری کتاب میں اس بات کا کہیں ذکر نہیں کہ احمدیہ انجمن لاہور کے قیام کے بعد حضرت امیر نے مبلغین اور واعظین پیدا کرنے کے لیے کسی ادارے کی بنیاد رکھی ہو۔ یا اس کے لیے عملی کوشش کی ہو، البتہ مسلم ہائی سکول کی تعمیر کا ذکر موجود ہے کہ ’’دسمبر 1924ء میں اس کی تعمیر شروع ہوئی اور 15فروری 1925ء کو اس کا افتتاح ہوا۔ اس سے پہلے 1918ء میں انجمن نے بدّوملہی میں بھی ایک سکول کھولا‘‘۔ (مجاہد کبیر صفحہ 178، ایڈیشن دسمبر 1962ء۔ ناشر احمدیہ اشاعت اسلام لاہور)

محترم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تحریر کرتے ہیں:

’’دوسرا کام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ ہے کہ وہ مرکز میں ایسے مبلغین اسلام تیار کرے، جنہیں تبلیغ و دعوت اسلام کے لیے ہندوستان یا ہندوستان سے باہر غیر ممالک میں بھیجا جا سکے اس مقصد کے لیے بدّوملہی اور لاہور کے ہائی سکول بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں، جن میں دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ لڑکوں کو ضروری دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ دینیات کی تعلیم کا علیحدہ انتظام بھی ہے۔ شروع میں تو اشاعت اسلام کالج لاہور کے نام سے یہ مدرسہ چلتا رہا جس میں دینیات کے طلباء کو لیا جاتا تھا، بعد میں اس نام کو ہٹا کر صرف ان طلباء کے لیے تعلیم دینیات کا انتظام کیا گیا جو اپنے آپ کو تبلیغ دین کے لیے وقف کریں‘‘۔

(مجدد اعظم جلد سوم صفحہ 337۔ ایڈیشن اوّل، مارچ 1944ء)

پھر اگلا منظر یوں سامنے آتا ہے: ’’مورخہ 25دسمبر 1963ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مسلم ٹاؤن لاہور میں ادارہ تعلیم القرآن کی افتتاحی تقریب عمل میں آئی۔ گذشتہ جلسہ سالانہ پر مجلس معتمدین نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جماعت کی ایک پرانی تجویز جس کی تحریک حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب نے فرمائی تھی یعنی ادارہ تعلیم القرآن کی تعمیر اس کی تکمیل ہونی چاہیے۔ 1905ء میں حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کی وفات کے بعد حضرت مسیح موعود نے بڑی تشویش کا اظہار فرمایا کہ ہمارا سلسلہ علماء سے خالی ہوتا چلا جا رہا ہے ......1906ء میں ایک رجسٹر کھولا گیا جس میں ایسے نوجوانوں کے نام درج کیے گئے، ان میں مولانا شیخ عبد الرحمٰن مصری، چوہدری فتح محمد سیال اور چند اور احباب کے نام تھے...... انجمن نے لاہور میں قیام کے فوراً بعد اشاعت اسلام کالج کھولا۔ حضرت امیر مولانا صدر الدین اس کالج کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب طلباء کو قرآن مجید کا درس دیا کرتے تھے اور تفسیر پڑھاتے تھے...... یہ کالج کسی نہ کسی رنگ میں زندہ رہا، کبھی محض ایک دو طالب علم مسجد کے کونہ میں بیٹھ کر پڑھتے تھے، اور کبھی باقاعدہ معلمین اور متعلمین کا ادارہ بن جاتا تھا۔ یہ سلسلہ کسی نہ کسی رنگ میں چلتا رہا پھر یکا یک منقطع ہوگیا۔ ہمارے ممبران اس کمی کو بڑی شدت سے محسوس کر رہے تھے۔ حقیقت یہ ہے ایسے اداروں کا نہ ہونا قوم کی موت کے ......باقی صفحہ نمبر 14 پر......